عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۰ | شمارہ نمبر ۱۵
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

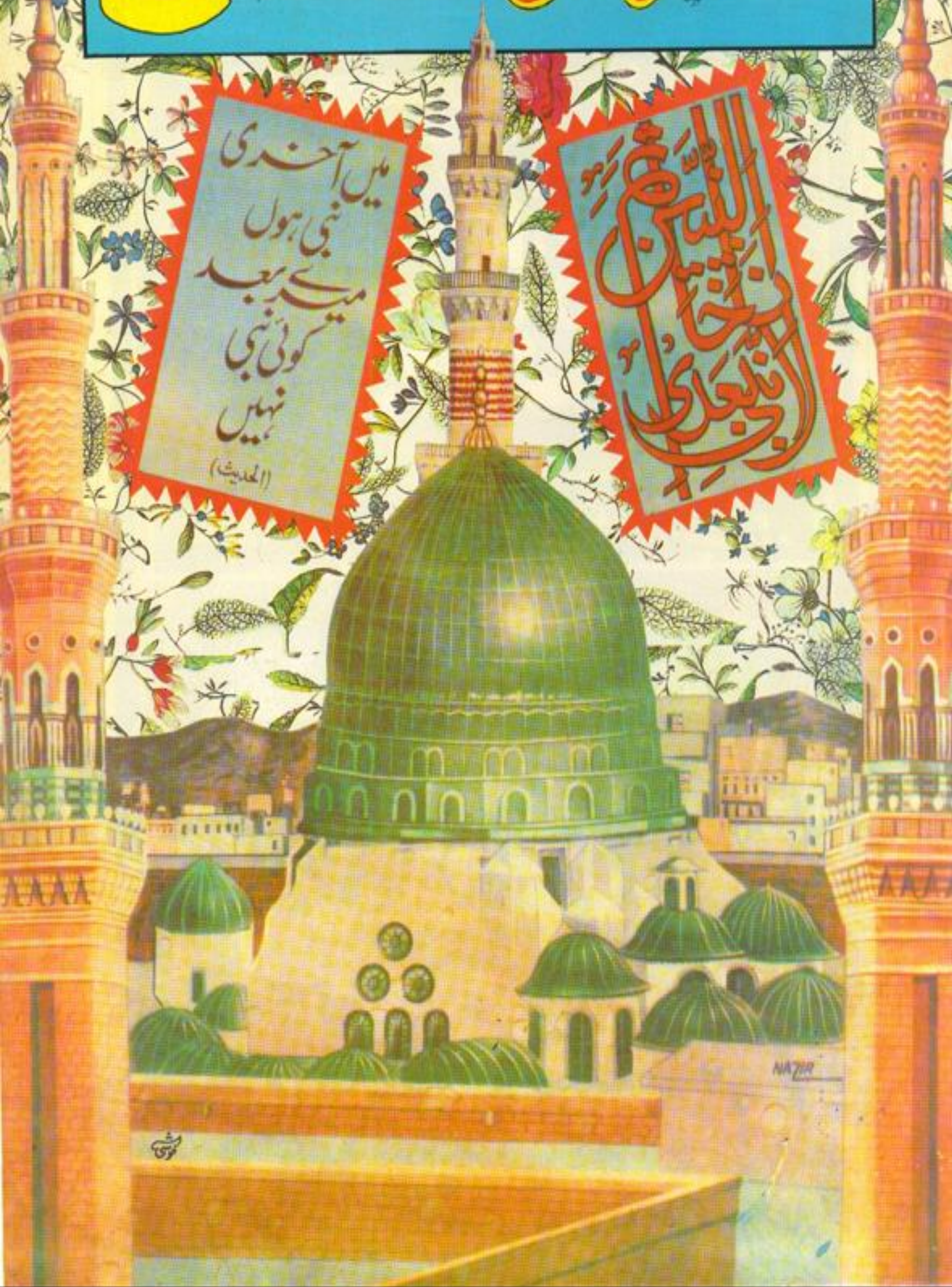

گیارھویں سالانہ کل پاکستان

۲ روزہ ختمِ نبوّت کانفرنس

مسلم کالونی صدیق آباد ربوہ

۱۷/۱۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء بروز جمعرات، جمعہ شب و روز

زیرِ صدارت: امیر مرکزیہ مخدوم المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی

جس میں ملک بھر کے علماء مشائخ، تمام مکاتب فکر کے زعماء خطاب فرمائیں گے۔ شمعِ رسالت کے پروانوں سے بھرپور شرکت کی استدعا ہے

شعبۂ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت (صدر دفتر ملتان پاکستان)

رابطے کے لیے: ملتان فون نمبر 40978 — ربوہ فون نمبر 966

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

جلد نمبر ۱۰ | ۳ تا ۹ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۳ تا ۱۹ ستمبر ۱۹۹۱ء شمسی | شمارہ نمبر ۱۵

مدیر مسئول — عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

١ : سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم ____ ۴
۲ : ختم نبوت زندہ باد (اداریہ) ____ ۵
۳ : رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ایک نظر میں ____ ۶
۴ : وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ____ ۸
۵ : نبوت محمدیہ کا کارنامہ ____ ۱۰
۶ : اسلامی اخلاق پر ایک نظر ____ ۱۲
۷ : تاجدار ختم نبوت کا اعلان نبوت ____ ۱۴
۸ : تعظیم و توقیر صلی اللہ علیہ وسلم ____ ۱۶
۹ : ختم نبوت ____ ۱۷
۱۰ : قادیانی ایک سیاسی جماعت ہے ____ ۲۱
۱۱ : یہ ہے قادیانی مذہب (قسط نمبر ۲) ____ ۲۳
۱۲ : اخلاقی زوال کا عبرتناک منظر ____ ۲۴

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ ____ ۱۵۰ روپے
ششماہی ____ ۷۵ روپے
سہ ماہی ____ ۳۵ روپے
فی پرچہ ____ ۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۹۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۳۱ جونا مارکیٹ کراچی

سلام بحضور خیرُ الانام

صلی اللہ علیہ وسلم

از محمد حسین فطرت بھٹکلی

سلام اس پر بتایا جس نے سرِ کبریا کیا ہے
خُدا کہتے ہیں کس کو معرفت کا مدعا کیا ہے

سلام اس پر کہ جس نے آکے کھولا عقدۂ وحدت
سلام اس پر جہاں کو جس نے دی توحید کی دولت

سلام اس پر ملا قرآن جیسا معجزہ جس کو
یدِ بیضا سے بھی بڑھ کر ملا روشن دیا جس کو

سلام اس پر کہ اعلیٰ اور اشرف تھا لقب جس کا
سلام اس پر کہ کرتے ہیں فرشتے بھی ادب جس کا

سلام اس پر نبوت جس کی اِک واضح صداقت ہے
سلام اس پر کہ جو سرتا بپا نورِ ہدایت ہے

سلام اس پر کہ جس نے ترکِ دنیا کی مذمت کی
سلام اس پر کہ عابد ہو کے جس نے بادشاہت کی

سلام اس پر کہ وقفِ فکرِ ملت ذات تھی جس کی
کبھی بس دو کھجوروں پر بسر اوقات تھی جس کی

سلام اس پر کہ جس کو مرحلہ ہجرت کا پیش آیا
سلام اس پر کہ جس نے مشکلوں پر صبر فرمایا

سلام اس پر کہ تاجِ خسروی تھا جس کی ٹھوکر میں
بوقتِ جنگ رہتے تھے فرشتے جس کے لشکر میں

سلام اس پر دیا عزمِ جواں جس نے جوانوں کو
جہاں بانی کا بخشا ذوق جس نے گلہ بانوں کو

سلام اس پر رضائے حق سدا مطلوب تھی جسکو
سلام اس پر فغانِ نیم شب محبوب تھی جس کو

سلام اس پر جسے محبوب تھی کردار سازی بھی
سلام اس پر جو تھا نمازی اور غازی بھی

سلام اس پر کہ حُسنِ خلق میں جو سب سے فائق ہے
کہ جس پر قول کان خلقہ القرآن صادق ہے

سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے قرآں کے پاروں میں
صحابہؓ میں وہ ایسا تھا کہ جیسے چاند تاروں میں

سدا او بجا مرا سر نعت خوانی کے شرف سے ہے
سلاموں کا حسیں گلدستہ فطرتؔ کی طرف سے ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

ختم نبوۃ زندہ باد

اس مرتبہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایڈیشن کی وجہ سے "ختم نبوۃ" کے موضوع پر اداریہ کی جگہ تبرکاً چند قرآنی آیتیں جن کا مفہوم و ترجمہ مدعی نبوت، مرزا قادیانی کا ہے) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارک پیش کی جا رہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بارے میں اللہ جل شانہ، قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیرا۔ پارہ نمبر ۲۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء اور سب رسولوں سے بہتر اور بزرگ تر تھے اور خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ جیسے آنحضرت اپنے ذاتی جوہر سے انبیاء کے سردار ہیں ایسا ظاہری خدمات کی رو سے ان کا سب سے فائق اور برتر ہونا دنیا پر ظاہر ہو جائے گا اس لیے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کی رسالت کو کافۃً بنی آدم کے لئے عام رکھا۔ براہین ص ۵۲۵

(۲) واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہٖ ولتنصرنہٗ"۔
سورۃ آل عمران۔ پارہ نمبر ۳ رکوع ۱۷

اور یاد کر کہ جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (حقیقت الوحی ص ۱۳۰)

مطلب ظاہر ہے کہ:

خدا نے ۔ ۔ رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۱)

(۳) لتکون للعلمین نذیرا: یعنی ہم نے تجھ کو بھیجا تاکہ تو دنیا کی تمام قوموں کو ڈرا دے۔ نور القرآن ص ۵، نمبر ا۔

سوال یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی نے ان آیتوں کا یہی ترجمہ و مفہوم بیان کیا جو اوپر بیان کیا گیا ہے تو وہ ختم نبوۃ کا قائل ہے لہذا اسے مرتد اور کافر قرار دینا غلط ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے مرزا قادیانی ختم نبوۃ کا قائل تھا یہ جو کچھ لکھا محض اپنے دعاوی کے لئے زمین ہموار کرنا تھی۔ جب زمین ہموار ہو گئی اور انگریز سرکار کا بھی یہ حکم ہو گیا تو پھر اس نے یہ دعویٰ کر دیا کہ

(۱) سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ دافع البلاء ص ۱۱

(۲) خدا نے مجھے نبی اور رسول کے نام سے پکارا ہے۔ روحانی خزائن ۱۸ - ۲۱۱

(۳) میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ (خزائن ۲۲-۵۰۳)

(۴) جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور ہم کلامی کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے بہت سی غیب کی باتیں مجھ پر ظاہر کرتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ان ہی امور کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے مطابق نبی ہوں۔ (خط مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بنام اخبار عام لاہور)

یاد رہے کہ جس تحریر کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہے اس کے تین دن بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل مرزا قادیانی ہیضہ سے جہنم رسید ہو گیا معاملہ صرف نبوت کے دعویٰ تک محدود نہیں بلکہ اس نے دعویٰ یہ بھی کیا کہ محمد میں ہوں چنانچہ اس کا مشہور شعر ہے ؂

باقی صفحہ ۲۶ پر

رحمۃ للعالمین ایک نظر میں

صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت شریف سے غار حرا تک کے واقعات

از: بشیر احمد علوی جھانوی

اسمائے مبارک: محمدؐ، احمدؐ، حامدؐ، محمودؐ، ماحیؐ، عاقبؐ، حاشرؐ، ممتاؐ۔

خطابات: رحمۃ اللعالمینؐ۔ خاتم النبیینؐ۔ امام الانبیاء۔ سید ولد آدمؐ۔ شفیع المذنبینؐ۔ طٰہٰ، یٰسینؐ، مزملؐ، مدثرؐ

سلسلہ پدری: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی، بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

عدنان چالیسویں پشت میں حضرت اسمٰعیلؑ کے نامور فرزند تھے حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے بڑے صاحبزادے تھے۔

سلسلہ مادری: محمدؐ بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔

ولادت باسعادت: ۹ ربیع الاول روز دوشنبہ بوقت صبح صادق قبل طلوع آفتاب خانہ کعبہ میں مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی شمسی ۲۰ اپریل یا ۲۲ اپریل ۵۷۱ء واقعہ عام الفیل سے ۵۵ یوم بعد۔ اس وقت مکہ مکرمہ کا صبح صادق کا طلوع ۴ بج کر ۲۰ منٹ، دھوپ گھڑی کے حساب سے ۴ بج کر ۵۵ منٹ مروجہ حال عرب سے ہوا تھا بعض روایت سے ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ ہوئی۔

حلیہ مبارک: قد درمیانہ جسم اگرچہ اکہرا تھا لیکن شانے چوڑے اور سینہ کشادہ استخواں اور اعصاب بہت مضبوط سر بڑا اور اس کی نشوونما مستحکم ہوئی تھی۔ بال سیاہ جو قدرے گھونگریالے جو کثیر مقدار میں تھے شانوں تک لٹکے ہوئے تھے۔ سن کہولت میں دوسرے سے زیادہ سفید نہ تھے چہرہ بیضوی رنگ گندمی سرخ سفید، بھنویں باریک لمبی اور خمیدہ اور ان کے درمیان ایک رگ تھی جو جوش کے وقت تیزی سے حرکت کرتی نظر آتی تھیں۔ پلکیں لمبی اور گھنی ان میں نہایت سیاہ پتلی والی بڑی بڑی مشاہدہ کن آنکھیں نظر آتی تھیں۔ ناک بڑی آگے سے ذرا جھکی ہوئی دانت نہایت سفید اور چمکدار۔ ڈاڑھی گردے دار جو آپ کے مردانہ چہرے پر بھلی معلوم ہوتی تھی۔ جلد شفاف ملائم۔ ہاتھ ریشم کی مانند چمکیلے اور نرم جب آپؐ چلتے تو ہر قدم جما کر رکھتے گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ بلندی سے نشیب کی طرف آرہے ہیں۔ آپؐ بجائے منہ پھیرنے کے پورا جسم گھماتے تھے۔ آپؐ کی رفتار اور وضع قطع سے تمکنت و وقار نمایاں ہوتا تھا اور چہرے سے شفقت و سنجیدگی ٹپکتی۔ آپؐ کی ہنسی تبسم کی حد سے نہ بڑھتی تھی۔

ولادت شریف سے غار حرا تک کے واقعات

تقریباً ایک ہفتہ بعد حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی آغوش رضاعت میں ۵۷۱ء

پانچ سال کی عمر میں پھر آغوش مادر میں ۵۷۵ء

چھٹے سال کی عمر میں والدہ ماجدہ کا انتقال ۵۷۶ء

آٹھ سال کی عمر میں دادا عبدالمطلب کا انتقال ۵۷۹ء

بارہ سال کی عمر میں شام کا پہلا تجارتی سفر ۵۸۳ء

پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ سے نکاح ۵۹۵ء

تیس سال کی عمر میں تمام قوم کی طرف سے الامین کا خطاب ۶۰۰ء

پینتیس سال کی عمر میں تمام قبائل کی طرف سے حکم ثالث اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کفالت ۶۰۵ء

سینتیس سال کی عمر میں غار حرا میں خلوت اور عبادت و تفکر ۶۰۸ء

آپ نے ایک لاکھ ۲۴ ہزار مسلمانوں کو ساتھ لیکر فریضۂ حج ادا کیا اور اسلام کے تمام اصول اور نصائح اُمت کو سمجھا کر وداع کیا۔ آپ کا یہ خطبہ مشہور اور آخری ہے

بعثت و نبوت: جب عمر شریف چالیس سال چھ ماہ آٹھ یوم کی ہوئی تو ۱۷ رمضان ۱ بعثت مطابق ۶ اگست ۶۱۰ء بروز دوشنبہ حضرت جبریل علیہ السلام خدمت اقدس میں خداتعالیٰ کا پہلا پیغام لے کر اس وقت پہنچے جب آپؐ غارِ حرا میں خدائے واحد کی یاد میں مصروف تھے۔

سلسلہ نبوت ۶۱۰ء: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا علی مرتضیٰ، ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ، حضرت زیدؓ نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی دعوت پر حضرت عثمان غنی رضؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ، حضرت سعد بن وقاص رضؓ، حضرت بلال حبشی رضؓ، حضرت صہیب رومی رضؓ اور حضرت سمیہؓ نے اسلام قبول کیا۔ ان حضرات کے علاوہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضؓ، حضرت سعیدؓ بن زید، حضرت عبداللہ رضؓ ابن مسعود ایمان لائے اور دارِ ارقم میں جو کوہ صفا کے دامن میں تھا دینی تعلیم کا پہلا مدرسہ قائم کیا گیا۔ یہاں ۳ نبوت ۶۱۳ء تک چپکے چپکے اسلام کی تعلیم ہوتی رہی۔ عمر شریف ۴۳ سال۔

۶۱۳ء ۴ نبوت: اسلام کھلم کھلا سکھایا جانے لگا۔ آزمائشوں کا دروازہ کھلا، اور حضورؐ کاہن کے نام سے پکارے گئے۔ آپؐ کی چچی ام جمیل زوجہ ابولہب نے راہ میں کانٹے بچھائے۔ نماز پڑھتے ہوئے گردن مبارک میں چادر ڈال کر بل دیئے۔ حضرت سمیہ رضؓ کو ران میں نیزہ مارا گیا شہید کیا گیا۔ حضرت زبیر رضؓ کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر کوٹھڑی میں بند کرکے دھواں دیا گیا۔ حضرت بلال رضؓ حبشی کو گرم پتھروں پر لٹایا گیا۔ اور پیروں میں رسی ڈال کر گھسیٹا گیا۔ عمر ۴۴ سال۔

۶۱۴ یا ۶۱۵ء ۵ نبوت: ماہ رجب ۶۱۵ء میں پہلی مرتبہ انفرادی ہجرت کا حکم ہوا۔ حضرت عثمان غنی رضؓ اور حضرت رقیہ رضؓ بنت رسول کریمؐ نے حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔

۶۱۵ یا ۶۱۶ء ۶ نبوت: حضرت حمزہ رضؓ اور کچھ دن بعد حضرت عمر فاروق رضؓ نے اسلام قبول کیا اور خانہ کعبہ میں نماز پڑھی گئی۔

۶۱۶ء ۷ نبوت: شعب ابوطالب میں نظر بند کر دیئے گئے۔ اوائل ۱۰ نبوت ۶۱۹ء تک ہر قسم کے مظالم، ڈھائے گئے، اور ایمان لانے والوں کو بری طرح ستایا گیا۔ عمر ۴۷ سال۔

۶۱۹ء ۱۰ نبوت: شعب ابی طالب کی اسیری سے رہائی کے بعد طائف کا دوسرا سفر فرمایا۔ دعوت حق کے جواب میں جسم اطہر لہولہان کرایا اور خون کے پیاسوں کے لئے ہدایت کی دعا فرمائی پہلے آپؐ کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوا اور چند یوم بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کی وفات ہوئی۔ حضرت عائشہ رضؓ سے نکاح معراج کا واقعہ مورخہ ۲۷ رجب المرجب شب دوشنبہ اور پانچوں وقت کی نماز فرض ہوئی۔ عمر ۵۰ سال۔

۶۲۰ء ۱۱ نبوت: مدینہ منورہ کے ۶ آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ عمر شریف ۵۱ سال۔

۶۲۱ء ۱۲ نبوت: مدینہ منورہ کے ۱۲ آدمیوں نے اسلام قبول کیا عمر شریف ۵۲ سال۔

۶۲۲ ۱۳ نبوت: ۲۷ صفر المظفر مطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء شب جمعہ کو سیدنا صدیق اکبر رضؓ کی معیت میں مکہ سے بعزم ہجرت مدینہ منورہ روانہ ہوئے عمر شریف ۵۳ سال

مدنی زندگی

۶۲۲ء ۱ ھ: یکم ربیع الاول روز دوشنبہ مطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء کو آپؐ اور آپ کے یار غار رضؓ گھر سے چل کر غار ثور میں تین دن تک رہے۔ چوتھے روز صبح سویرے دو اونٹنیاں پہنچیں۔ ایک پر سرکار دو عالمؐ اور آپ کے جان نثار رفیق حضرت صدیق اکبر رضؓ سوار ہوئے اور دوسری پر حضرت ابوبکر رضؓ صدیق کے غلام عامر بن فہیرہ اور وہ شخص جس کو راستہ بتانے کے لئے اجرت پر مقرر کیا ہوا تھا سوار ہوا۔ سالار قافلہ نبی محترمؐ کلام اللہ شریف کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ قافلہ مدینہ منورہ کے عام راستہ کو چھوڑ کر ساحل کے راستہ چلتا رہا جب رابغ تک پہنچا تو حضور نبی کریمؐ نے نماز مغرب ادا فرمائی پھر پہاڑوں سے گذرتے ہوئے مدینہ منورہ تک پہنچے ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوت (۲۳ ستمبر ۶۲۲ء) روز دوشنبہ کو پہلے قبا میں رونق افروز ہوئے۔ چودہ دن قبا میں قیام کے بعد ۲۲ ربیع الاول روز دوشنبہ کو قدم افزائے مدینہ منورہ ہوئے اس زمانہ میں مدینہ کا نام یثرب تھا۔ پھر آپؐ کے قیام سے مدینۃ الرسول کے مبارک و معزز نام سے موسوم ہونے کا شرف ملا۔

۶۲۳،۶۲۴ء ۲ ھ: اذان کا حکم ہوا۔ کعبہ مکرمہ قبلہ قرار پایا۔ ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ اور صدقۂ فطر کا حکم ہوا۔ اور عید الفطر بھی پہلی مرتبہ اسی سال ادا کی گئی۔ اور ۳۱۳ مجاہدین اور صرف ۲ تین گھوڑے، ستر اونٹ اور معمولی اسلحہ کے ساتھ ۲ یا ۳ ربیا / ۱۷ رمضان المبارک بروز جمعہ غزوۂ بدر میں شرکت کی اور امت محمدیہ کا فرعون ابوجہل مارا گیا۔ عمر شریف ۵۵ سال۔

۶۲۵ء ۳ ھ: زکوٰۃ فرض ہوئی ماہ شوال میں غزوۂ احد پیش آیا اور حضرت حمزہ رضؓ شہید ہوئے عمر شریف ۵۶ سال۔

۶۲۶ء ۴ ھ: شراب پینا حرام قرار پایا بئر معونہ کی چالبازیوں سے قاریوں کی شہادت۔ عمر شریف ۵۵ سال

۶۲۷ء ۵ ھ: عورتوں کو پردہ کا حکم دیا گیا آیت حجاب نازل ہوئی۔ ۸ ذی قعدہ یا شوال المکرم میں غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب پیش آیا عمر شریف ۵۸ سال۔

۶۲۸ء ۶ ھ: ذی قعدہ میں قریش سے حضور نبی کریمؐ کا تاریخی معاہدہ ہوا جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے آپؐ نے اسی سن میں اپنے وقت کے مشہور بادشاہوں کے پاس اپنے سفیر اسلام کے دعوت نامے بھیجے حضرت خالد بن ولید رضؓ اور حضرت عمرو بن العاص رضؓ مشرف بہ اسلام ہوئے عمر شریف ۶۰ سال۔

۶۲۹ء ۷ ھ: ماہ محرم میں غزوۂ خیبر پیش آیا۔ ثمامہ والی نجد، جبلہ شاہ غسان، فروہ بن عمرو جذامی گورنر شام نے اسلام قبول کیا۔ اس سال گدھے، خچر، سور، پرندے، درندے حرام ہونے کے احکام نازل ہوئے، اور سود وغیرہ حرام ہوئے عمر شریف ۶۰ سال

۶۳۰ء ۸ ھ: فتح مکہ ۱۰ رمضان المبارک میں عام معافی کا اعلان ہوا۔ بعد فتح مکہ غزوہ طائف و غزوہ حنین پیش آئے۔ اور حضرت عثمان بن ابوطلحہ رضؓ، حضرت عکرمہ رضؓ بن ابوجہل مسلمان ہوئے۔ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضؓ کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم رکھا جو ایک سال بعد ہی وفات پا گیا اسی سال حضرت زینب رضؓ بنت حضور نبی اکرمؐ نے وفات پائی اس وقت آپ کی عمر شریف ۶۱ سال تھی۔

باقی ص ۲۶ پر

شہلا سعید

دنیا میں ہزاروں ناموراشخاص گزرے ہیں جوکہ آسمانِ شہرت پر روشن انجم ہوکر چمکے. لیکن رحمۃ العالمین ایسا خطاب ہے جوصرف اس نسبت اور تعلق کا مظہر ہے جو ممدوح الوصف کو مخلوقات کے ساتھ تھا.

رحمت کے معنی پیار، ترس، دیا، ہمدردی، محبت اور خبرگیری کے ہیں. ان الفاظ کے معنی اس لفظ کے اندر پائے جاتے ہیں. لفظ عالم کا استعمال مخلوق مادی و ذہنی تک وسیع ہے. عالمین صیغہ جمع ہے اور جملہ عوام پر اس کا احاطہ ہے.

رب العالمین نے سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرماکر یہ ظاہر کردیا ہے کہ جس طرح پروردگار کی الوہیت عام ہے اور اس کی ربوبیت سے کوئی ایک چیز بھی لاپرواہ نہیں رہ سکتی اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و تفہیمات سب کے لیے اور سب کے فائدے کے لیے ہیں اور کوئی شے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے خود کو مستغنی ثابت نہیں کرسکتی. شاید کسی بے فکرے کو یہ کہہ دینا آسان ہو کہ اسے سورج اور گرمی کی احتیاج نہیں لیکن ایک عالم اور صاحب دماغ کے لیے یہ کہنا سخت دشوار ہے کہ اسے تعلیمات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلقاً حاجت نہیں.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر غور کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں.

- رحمۃ للعالمینؐ وہ ہے جس نے ۱۴، ۱۵ برس کی عمر میں حرب الفجار کو دیکھا اور اس وقت ایک قوم کا دوسری قوم پر حملہ آور ہونا اور انسان کا انسان کو شکار غضب و وحشت بنانا ناپسند فرمایا.
- رحمۃ للعالمینؐ وہ ہے جس کی فطرت سلیمہ اور طینت طیبہ نے حلف الفضول کے عہد و پیماں کو مستحکم و استوار بنانا اور ایک شریف النفس کے لیے دادخواہی، حفاظتِ مسافراں اور اعانتِ بے چارگاں کے اوصاف کا حاصل کرنا لازم ٹھہرایا.
- رحمۃ للعالمینؐ وہ ہے جس نے دشمن کو بھی دوست بنا لینے کی تدبیر سکھائی.
- رحمۃ للعالمینؐ وہ ہے جس نے عداوت کرنے والے دشمنوں، حقوق جائز سے محروم کرنے والے دشمنوں، عبادت سے روکنے والے دشمنوں کے ساتھ بھی انتقامی کارروائی سے مسلمانوں کو اس وقت روکا جب اہل ایمان میں انتقام لینے کی طاقت و قوت بھی موجود تھی.
- رحمۃ للعالمینؐ وہ ہے جس نے کاہنوں کے ترہب کو، ہندوؤں کے جوگ کو، یہودیوں کے فرقہ الاسانی کو، یونانیوں کے گروہ طبیہ کو، عیسائیوں کے نن اور منک کو اور ان سب کے افسوسناک اور عبرت خیز نتائج کو دیکھ کر کہا: لارهبانية في الاسلام
- رحمۃ للعالمینؐ وہ ہے جو یہودیوں کی ایک خاص نسل ہی کے افراد کو اللہ کی برگزیدہ قوم کے لقب سے مخصوص نہیں کرتا جو کہ کا تھولیکوں کی طرح آسمان کی کنجیاں شخص واحد کے ہاتھ میں سپرد نہیں کردیتا جو گنگا اور یمونا کے برہمنوں ہی کو نرگ اور سرگ میں آرام انسانی کے دھکیل دینے کی طاقت کا ٹھیکیدار نہیں بناتا جو چین والوں کی طرح کسی خاص رقبہ میں پیدائشی بنیاد پر ان کو فرزندانِ آسمانی کا خطاب عطا نہیں کرتا جو زرتشتیوں اور لاماؤں کی طرح پروان خاص کے سوا باقی سب پر رحمت و افضال کے خزانے بند نہیں کرتا.
- رحمۃ للعالمینؐ وہ ہے جس کی نگاہ میں رومی، مصری، یونانی، سوڈانی سب مساوی ہیں جس کے دربار میں سوعم سوڈانی، بلال حبشی، فیروز خراسانی، سلیمان فارسی، صہیب رومی، اسامہ نجدی اور عدی طائی پہلو بہ پہلو بیٹھتے تھے.
- رحمۃ للعالمینؐ وہ ہے جو یہود جیسی مخذول و مغضوب قوم کو جسے نہ صرف عیسائیوں بلکہ بت پرستوں نے بھی ذلیل و خوار ٹھہرایا تھا. مستقل ہونے کا درجہ عطا فرمایا بلکہ معاہدات میں ان کو مساویانہ حقوق کے عطیے سے شاد کام فرمایا.
- رحمۃ للعالمینؐ وہ ہے جو عیسائیوں کے جان و مال کو اس وقت محفوظ فرماتا ہے جبکہ مسیح کے جسم کی ایک روح یا دو روحوں کے ہونے کے مسئلے نے یروشلم اور روما اور مصر میں خون ریزی کو عام کر رکھا تھا.
- رحمۃ للعالمینؐ وہ ہے جو جملہ اقوام و ممالک عالم کو دین صحیح سے روشناس کرواتا ہے.

رب العالمین نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرماکر یہ ظاہر کردیا کہ جس طرح پروردگار کی الوہیت عام ہے اور اسکی ربوبیت سے کوئی ایک چیز بھی لاپرواہ نہیں رہ سکتی اسی طرح حضورؐ کی تعلیمات و تفہیمات سب کے لیے اور سب کے فائدہ کیلئے ہیں اور کوئی شے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے خود کو مستغنی ثابت نہیں کرسکتی.

وہ رحمۃ للعالمین ﷺ جس نے رہزنوں کو جوبانی اور بادشاہوں کو اخوانی سکھائی جس نے غلاموں کو سلطانی دی اور لب ساحل کیانی پر اونٹ چرانے والوں کو بٹھایا۔

رحمۃ العالمین ﷺ وہ ہے جس کی تعلیم اختلاف الوان، تبلیل زبان اور تباین ملکی سے بہت بلند ہے۔ جس کی تعلیم حسب و نسب کے خالی دعوؤں سے عاری ہے۔

- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے سب سے پہلے "ہو اللہ احد" کے دین واحد کی دعوت یکساں طور پر خویش و بیگانہ کو دی جس نے سب سے پہلے احمر و اسود عربی و شرقی متمدنین و غیر متمدنین کو قوم واحد بنایا ایک کلمہ زبان پر ایک ہی لو دماغ میں اور ایک ہی ارادہ دلوں میں قائم کر دیا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے امراض قلوب کو بیان کرتے ہوئے علامات و علاج کے طریقے بتائے جس نے قلب سلیم کی تعریف فرمائی اور قیام و سلامتی کی تدابیر کو واضح کیا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے عورتوں کو مردوں کے برابر لا کھڑا کیا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے رسوم کی زنجیروں اور اندھی تقلید کی بیڑیوں اور آبائی مراسم کی ہتھکڑیوں سے انسان کو آزاد کیا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جو قوموں کو قوموں کے ساتھ موالات کے اصول سکھاتا ہے اور موالات کی حدود کو بھی مقرر کرتا ہے۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس کا کام ہمہ خصائل رذیلہ اور اخلاق نکوہیدہ سے انسان کو پاک و صاف کر دیتا ہے۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے "ابغض الحلال الی اللہ الطلاق" کے راز سے دنیا کو واقف کر دیا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جو انسانیت کے درجہ رفیع کو نہ تو زر و دولت کے لباس میں دیکھتا ہے اور نہ فقر و تہی دستی کے وقت اسکی نفی فرماتا ہے بلکہ انسانیت کا سواد ابن آدم کہلانے کا استحقاق وہ صرف ایمان اور علم پر مبنی کرتا ہے۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے عرب کے اس رواج کو توڑا کہ میت کا ورثہ خاندان کے صرف ان لوگوں کو ملے گا جو تلوار اور نیزہ اٹھا سکتے ہیں۔

> **رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے رسوم کی زنجیروں اور اندھی تقلید کی بیڑیوں اور آبائی مراسم کی ہتھکڑیوں سے انسان کو آزاد کیا۔ اور اللہ کو وحدہٗ لاشریک ماننے اور اسی کی عبادت کرنے پر راغب کیا۔**

- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے وقف علی الاولاد کے آئین سے اولاد کو فقر تنگدستی سے اور جائیداد کو تباہی سے جبکہ خاندان کو ہلاکت سے محفوظ بنایا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے شراب کو ام الخبائث قرار دے کر حرام ٹھہرایا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے زنا کی جملہ اقسام کو حرام قرار دیا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے اسیران جنگ کی جان بخشی کی اور رحم کے اصولوں کو وضع کیا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے ان پڑھ قوموں کو علم کے نور سے منور کیا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے گناہ گاروں کو اسرار توبہ کی تعلیم دی۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے تزکیہ نفس، احسان اور اخلاق اعلیٰ کی تعلیم دی۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے چاہ ضلالت میں گرے ہوؤں کو آسمانی ہدایت پر پہنچ جانے کی تدبیر بتائی۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے رہزنوں کو جوبانی اور بادشاہوں کو اخوانی سکھائی، غلاموں کو سلطانی دی جس نے لب ساحل کیانی پر اونٹ چرانے والوں کو بٹھایا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے علوم مابعد الطبیعیہ کو آثار نفس و آفاقی سے مبرہن کیا جس نے اعمال اور اعمال کی روح سے تعلق اور حق و باطل کا توازن بتایا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے تمام دنیا کی طرف امن کا ہاتھ بڑھایا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے غلامی کے نقائص کو دور کرنے کی تدابیر کیں۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے غلام کو حق مکاتبت بخشا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے خزانے کا بڑا حصہ غلامی مٹانے کے لیے وقف کیا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جس نے آزادی کے بعد غلام کو آقا کے برابر درجہ دیا۔
- رحمۃ للعالمین ﷺ وہ ہے جو یتیموں کا والی ہے۔

عارفی جیولرز
ARFI JEWELLERS
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY PH 6645236
ممتاز زیورات ۔ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK-G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

نبوتِ محمدیہ کا کارنامہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

انسان کا وجود ہر خیر و برکت اور اقبال و سعادت کی کنجی اور ہر مشکل اور ہر مسئلہ کا حل ہے اور جب اس کی ساخت میں کجی آ جاتی اور اس کی تہذیب فاسد ہو جاتی ہے حقیقی انسان نادر و نایاب ہو جاتے ہیں اور جب اچھے انسان بنانے کا رواج اٹھ جاتا ہے تو یہی چیز تمام نبوتوں کا موضوع بنی ہے اور ہر نبی اپنے زمانے میں اسی مہم کو لیکر اٹھا ہے اور ایسے انسانوں کا ایسی کمیت و کیفیت میں اٹھ کھڑا ہونا جس کا منظر تاریخ کی آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا ہو نہ ایسا نظارہ چشم فلک کے سامنے آیا ہو وہ ایک سلک گہر، ایک سیسہ پلائی دیوار اور مضبوط ملت و جماعت بن گئے ہوں اور ایک مشترکہ مقصد و عقیدہ کے لیے باہمی تعاون کرنے لگے ہوں، یہ نبوتِ محمدیہ کا کارنامہ اور عظیم معجزہ ہے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردم سازی اور آدم گری کا کام اس سطح سے شروع کیا جہاں سے کسی نبی یا مصلح کو نہیں کرنا پڑا تھا اور نہ وہ اس کا مکلف بنایا گیا تھا۔ اس لیے کہ عام طور پر دیگر انبیاءؑ کی قوموں کی معاشرتی سطح زمانہ جاہلیت سے بہت بلند تھی اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عظیم کام کو اس سطح تک پہنچا دیا جہاں تک کسی نبی کا عمل نہیں پہنچا تھا۔

آپؐ نے اس سطح سے کام شروع کیا جہاں حیوانیت کی انتہا اور انسانیت کی ابتدا ہوتی تھی اور اس اعلیٰ سطح تک پہنچا دیا جو انسانیت کی انتہائی منزل ہے اور جس کے بعد نبوت کے سوا کوئی اور درجہ نہیں اور جسے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ختم کر دیا گیا۔

واقعہ جو خیال و تصور سے زیادہ دلکش اور پُرکشش ہے

اُمتِ محمدیہ کا ہر فرد اپنی ذات سے ایک مستقل معجزہ، نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی، اس کے ابدی کارناموں میں سے ایک کارنامہ اور نوعِ انسانی کے اشرف و افضل ہونے کی ایک روشن دلیل ہے۔ کسی مصور نے اپنے فن کار موئے قلم اور صناع ذہن سے اس سے بہتر تصویر نہیں بنائی ہوگی جیسے کہ حقیقت واقعہ اور تاریخ کی شہادت کی روشنی میں وہ افراد موجود تھے۔

کسی شاعر نے بھی اپنے شاداب تخیل، مواج طبیعت اور شعری صلاحیت سے کام لیکر ایسے اوصافِ جمیلہ، ایسی پاکیزہ سیرتوں اور ایسے برگزیدہ محاسن کا خیالی پیکر نہیں کیا گیا ہوگا جس کا نمونہ انکی ذات میں موجود تھا۔ دنیا کے اگر تمام ادیب جمع ہو کر انسانیت کا کوئی بلند ترین نمونہ پیش کرنے کی کوشش کریں تو ان کا تخیل اس بلندی تک نہیں پہنچ سکتا جہاں واقعاتی زندگی میں وہ لوگ موجود تھے جو آغوشِ نبوت کے پروردہ اور تربیت یافتہ تھے اور جو درسگاہِ محمدی سے فارغ ہو کر نکلے تھے۔

انکا قوی ایمان، انکا عمیق علم، انکا خیر پسند دل، انکی بے تکلفی اور ریاء و نفاق سے پاک زندگی، انانیت سے انکی دوری انکا خوفِ خدا، انکی عفت و پاکیزگی اور انسان نوازی، انکے احساسات کی نزاکت و لطافت، انکی مردانگی و شجاعت ان کا ذوقِ عبادت اور شوقِ شہادت ان کی دن کی شہسواری اور راتوں کی عبادت گزاری، متاعِ دنیا اور آرائش زندگی سے بے نیازی ان کی عدل گستری، رعایا پروری اور راتوں کی خبر گیری اور اپنی راحت پر ان کی راحت کو ترجیح، ایسی چیزیں ہیں کہ اگلی امتوں اور تاریخ میں ان کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

فردِ صالح مختلف پہلوؤں اور زندگی کے میدان میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوتِ رسالت کے ذریعہ ایسا صالح فرد پیدا کیا جو خدا پر ایمان رکھنے والا، اللہ کی پکڑ سے ڈرنے والا، دیندار و امانت دار، دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والا، مادیت کے مظاہر کو نظرِ حقارت سے دیکھنے والا اور ان مادی طاقتوں پر اپنے ایمان اور روحانی قوت سے فتح پانے والا تھا۔ جس کا ایمان اس پر تھا کہ دنیا اس کے لیے پیدا کی گئی اور وہ آخرت کے لیے بنایا گیا ہے۔ چنانچہ جب یہ فرد تجارت کے میدان میں آتا تو راست باز اور امانت دار تاجر ہوتا اور اگر اس کو فقر و فاقے سے واسطہ پڑتا تو وہ ایک شریف ایک محنتی انسان نظر آتا۔ وہ جب کبھی کسی علاقے کا حاکم ہوتا تو ایک محنتی اور بہی خواہ عامل ہوتا، وہ جب مالدار ہوتا تو فیاض اور غم خوار مالدار ہوتا جب وہ مسندِ قضا اور عدالتی کرسی پر بیٹھتا تو انصاف دوست اور معاملہ فہم قاضی ثابت ہوتا، وہ حاکم ہوتا تو مخلص اور امانتدار حاکم ہوتا، اسے سیادت و ریاست ملتی تو وہ متواضع اور شفیق غم خوار حاکم اور سردار ہوتا اور جب وہ عوام کے مال کا امانت دار بنتا تو محافظ اور صاحبِ فہم خازن ہوتا۔

بنیادیں، جن پر اسلامی معاشرہ قائم ہوا

انہی اینٹوں سے اسلامی معاشرت کی عمارت بنی تھی۔ اور اسلامی حکومت انہی بنیادوں پر قائم ہوئی تھی یہ معاشرت و حکومت اپنی فطرت میں ان افراد کے اخلاق و نفسیات کی بڑی صورتیں اور تصویریں تھیں اور ان افراد ہی کی طرح ان سے بنا ہوا معاشرہ بھی صالح امانتدار، دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والا اور مادی اسباب پر حاکم نہ کہ اس کا محکوم تھا۔ اس معاشرے کے اقدار میں تاجر کی صداقت و امانت ایک محتاج کی سادگی و مشقت ایک عامل کی محنت و خیر خواہی، ایک غنی و مالدار کی سخاوت و ہمدردی، ایک قاضی کا انصاف اور معاملہ فہمی ایک والی ملک کا اخلاص و امانتداری، ایک رئیس و سردار کی

اُمتِ محمدیہ کا ہر فرد اپنی ذات سے ایک مستقل معجزۂ نبوۃ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی، ابدی کارناموں میں سے ایک کارنامہ اور نوعِ انسانی کے اشرف و افضل ہونے کی ایک روشن دلیل ہے

تواضع و رحم دلی، ایک وفادار خادم کی قوت کار اور ایک امانت دار محافظ کی نگرانی و نگہبانی جمع تھی اور یہ حکومت دعوت و ہدایت کی علمبردار حکومت تھی جو عقیدے کو منفعت و مصلحت اور ارشاد و ہدایت کو مال گزاری اور ٹیکس وصولی پر ترجیح دیتی تھی، اس معاشرے کے اثر و نفوذ اور اس حکومت کے اقتدار کے تحت عوامی زندگی میں ہر طرف ایمان و عمل صالح، صدق و اخلاص، جہاد و اجتہاد، لین دین میں عدل و اعتدال اور اپنے اور دوسروں کے ساتھ انصاف نظر آنے لگا۔

آزمائشوں اور تجربے کے وقت فردِ صالح کی کامیابی

یہ فردِ صالح ہر اس امتحان و آزمائش میں پورا اترا جو کمزور پہلوؤں کو ظاہر کرتی اور مخفی صلاحیتوں کو جانچتی ہے، یہ فرد آزمائش کی ان بھٹیوں سے کھرے اور خالص سونے کی طرح نکلا، جس میں کوئی کھوٹ اور ملاوٹ نہ تھی اس نے ہر نازک موقع پر قوتِ ایمانی، قوتِ ارادی، نبوی تربیت کے تاثیر، پاکیٔ نفس و احساسِ ذمہ داری اور امانت و بے نیازی اور ایثار کا وہ بلند نمونہ پیش کیا جس کی ماہرینِ نفسیات و علمائے اخلاقیات اور مورخین و ماہرینِ بشریات توقع بھی نہیں کر سکتے۔

ان نازک مواقع میں سب سے نازک آزمائش اس امیر و حاکم کی ہے جو کسی کے آگے جواب دہ نہیں یا نہ اسے کوئی متجسس آنکھ دیکھتی ہے اور نہ اسے کسی کمیشن اور عدالت کا سامنا ہے۔ ایسا حاکم اپنے لیے جائز چیزوں اور اپنے ذاتی مال کی طرف سے بھی بے رغبتی دکھاتا اور اس معمولی مال کا بھی روادار نہیں ہوتا جس کی شریعت اجازت دیتی اور جو عرفِ عام میں رائج ہے اور جسے کسی زمانے کے لوگوں نے اہمیت نہیں دی۔

حکمرانوں کا زہد اور ان کی سادگی

اس کی بہترین مثال یہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زوجہ محترمہ کو ایک بار کوئی میٹھی چیز کھانے کی خواہش ہوئی اور اس کے لیے انہوں نے اپنے روزانہ کے خرچ سے کچھ پس انداز کر لیا، جب حضرت صدیق اکبرؓ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے وہ رقم بیت المال کو واپس کر دی اور اپنے روزانہ کے وظیفہ سے بقدر اس رقم کو کم کرا دیا انہوں نے کہا کہ تجربہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ اتنی رقم زائد تھی اور اس سے کم میں ابوبکر کے گھرانے کا گزر ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں کا بیت المال اس لیے نہیں کہ اس سے حاکم کا خاندان عیش کی زندگی بسر کرے اور کھانے پینے میں توسع سے کام لے۔

یہاں ایک دوسری سچی تصویر جلوسِ خلافت کی ہے، اور اپنے وقت کی سب سے بڑی مملکت کے طاقتور حاکم کے اس سرکاری دورے کی تفصیل پر مبنی ہے جو سرکاری کام ہی کے لیے ہوا تھا۔

یہ ایسے باجبروت حاکم کا سفر تھا جس کا نام سن کر لوگوں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سطح سے کام شروع کیا جہاں حیوانیت کی انتہا اور انسانیت کی ابتدا ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آزمائش کی بھٹیوں سے کھرے اور خالص سونے کی طرح نکلے جس میں کوئی کھوٹ اور ملاوٹ نہ تھی۔

کے دل لرز جاتے اور وہ تھرا اٹھتے تھے۔ ہم ایک مورخ کا بیان نقل کرتے ہیں جو اس عجیب سفر کا راوی ہے اور اس پر بلیغ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔

ابن کثیر کا بیان ہے:

"حضرت عمر بن الخطابؓ بیت المقدس جاتے ہوئے ایک خاکستری رنگ کی اونٹنی پر سوار تھے، دھوپ میں آپ کے سر پر کوئی ٹوپی اور عمامہ نہ تھا، کجاوہ کے دونوں طرف آپ پاؤں لٹکائے ہوئے تھے اس میں رکاب بھی نہ تھی، اونٹ پر ایک موٹا اونی کپڑا تھا جسے آپ اتر کر بچھاتے تھے آپ کی گٹھری جو چمڑے یا اون کی تھی جس میں پتے بھرے ہوئے تھے سواری کی حالت میں اس پر ٹیک لگاتے اور اترنے کے بعد اس کا تکیہ بناتے تھے آپ کی قمیص ایک پرانے گزی کے کپڑے کی تھی جو بغل کی طرف سے پھٹی ہوئی تھی۔

آپ نے وہاں کے سردار کو بلایا چنانچہ جلومس کو بلانے گئے اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرا کرتا دھو کر اس کے پھٹے ہوئے حصے میں پیوند لگا دو اور میرے لیے عاریۃً کوئی کپڑا یا کرتا فراہم کرو چنانچہ ایک ریشمی کرتا حاضر کیا گیا آپ نے اسے دیکھ کر حیرت سے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ریشم ہے آپ نے پھر فرمایا ریشم کیا ہوتا ہے؟ لوگوں کے بتانے پر آپ نے اپنا کرتا اتار کر غسل فرمایا اور آپ کا پیوند لگا کرتا حاضر کیا گیا تو آپ نے ان کا ریشمی کرتا اتار کر اپنا وہی کرتا پہن لیا۔

جلومس نے ان سے مشورۃً کہا کہ آپ بادشاہ عرب ہیں اور یہاں کے لوگوں میں اونٹ کی کوئی اہمیت نہیں اس لیے آپ اگر کوئی اچھا کپڑا پہن لیں اور گھوڑے پر سوار ہوں تو یہ اہل روم کو متاثر کر سکے گا۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ ہم وہ قوم ہیں جسے اللہ نے اسلام کے ذریعہ عزت دی تو اب اللہ کے بدلے ہم کسی اور چیز کو نہیں اپنائیں گے، ایک گھوڑا لایا گیا جس پر آپ نے اپنی چادر ڈال دی اس پر نہ لگام استعمال کی اور نہ ہی رکاب باندھی بلکہ یونہی سوار ہو گئے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد فرمایا روکو روکو میں نے اس سے پہلے لوگوں کو شیطان پر سوار ہوتے نہیں دیکھا تھا چنانچہ آپ کا اونٹ لایا گیا اور آپ اس پر سوار ہو گئے۔"

اسی طرح مورخ طبری نے آپ کے ایک سفر کا حال لکھا ہے۔

"ایک بار حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا جانشین بنا کر سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ کچھ صحابہؓ بھی تھے، آپ مقام ایلہ کے مقابل جا رہے تھے (جو بحر احمر کے ساحل پر ہے) جب اس کے قریب پہنچے تو راستے کے کنارے ہو گئے اور اپنے غلام کو پیچھے کر لیا آپ نے اس مقام پر پہنچ کر استنجا کیا اور لوٹ کر اپنے غلام کی سواری پر سوار ہو گئے۔ (جس پر ایک الٹی فرد پڑی ہوئی تھی) اور اپنی سواری غلام کو دے دی۔ چنانچہ جب لوگوں کا پہلا گروہ آپ سے ملا تو اس نے آپ سے دریافت کیا کہ امیر المومنین کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تمہارے سامنے ہیں، چنانچہ وہ آپ کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ جب ایلہ پہنچے تو ملنے والوں سے جب کہا کہ امیر المومنین ایلہ پہنچ گئے تو لوگوں

نے آپ کو پہچانا اور آپ کی طرف لپکے۔"

انسانیت کا مثالی نمونہ

زہد و تواضع، ایثار و ہمدردی، عدالت و شجاعت، حکمت و صداقت کے یہ بہترین اور مثالی نمونے خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کے حالات میں اس کثرت سے ملتے ہیں کہ اگر انہیں کوئی مورخ و ادیب یا نفسیات و اخلاق کا کوئی عالم جمع کرے اور ان سے ایک جامع اور منفرد شخصیت تیار کرے تو انسانی سیرتوں میں ایک ممتاز ترین سیرت و شخصیت تیار ہو جائے۔ اور انسانیت کے عظیم مرقع اور انسانیت کی عالمی تاریخ کی جلوہ گاہ میں ایک حسین ترین پیکر کا اضافہ ہو جائے لیکن افسوس ہے کہ ہم اس برگزیدہ جماعت کی مکمل اور جامع تعریف و تصویر کتابوں میں نہیں پاتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و تربیت کا ثمرہ اور نمونہ تھی۔ پھر بھی بعض شخصیتوں کے کچھ جلوے ادیبانہ، بلاغت، پیکر نگاری اور مرقع کشی کے ساتھ کتابوں میں محفوظ ہو گئے ہیں اس لیے کہ عرب قدیم زمانے سے اپنی زباں دانی، جادو بیانی، منظر نگاری اور صداقت تعبیر کیلئے مشہور رہ چکے ہیں۔ ان کی اس خاکہ نگاری کی مدد سے ہم تربیت نبوی کے آثار اور اس کی کامیابی و نادرہ کاری کا کچھ اندازہ لگا سکتے، اور اس معاشرے کے بلند نمونے دیکھ سکتے ہیں جس کی وساطت سے رسول اللہؐ کا اعجاز اپنی دلکش ترین شکل میں ظہور میں آیا تھا۔ ان تصویروں میں ایک تصویر سیدنا علی مرتضیٰ کی ہے، یہ تصویر اپنی تاثیر و تعبیر کے اعتبار سے عالمی اور غیر فانونی ادب کے بہترین نمونوں میں شامل ہونے کی مستحق ہے۔

ایک موقع پر امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے رفیق قدیم ضرار بن ضمرہ سے جنہیں ان کی صحبت سے فیض یاب ہونے اور انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا، حضرت علیؓ کے اوصاف محاسن بیان کرنے کی فرمائش کی تو انہوں نے کہا!

"وہ بڑے بلند ہمت اور مضبوط اعصاب کے مالک تھے آپ کی بات قول فیصل اور آپ کا فیصلہ انصاف پر مبنی ہوتا، آپ کے ہر پہلو سے علم کا سرچشمہ ابلتا تھا آپ کو دنیا اور اس کے زیب و زینت سے وحشت رہتی تھی، رات کی تنہائی اور تاریکی سے آپ بہت مانوس تھے، خدا کی قسم آپ بہت ہی رونے والے، طویل غور و فکر میں رہنے والے تھے، آپ اپنی ہتھیلی کو پلٹ کر

اپنے آپ سے مخاطب ہوتے اور اپنا محاسبہ کرتے، آپ کو موٹا جھوٹا لباس اور روکھا پھیکا کھانا پسند تھا۔ وہ ہم میں ہمارے ہی طرح رہتے تھے، جب ہم کوئی بات پوچھتے تو بشاشت سے جواب دیتے اور جب ہم ان کے پاس آتے تو خیریت طلبی میں پہل کرتے، آپ ہماری دعوت پر ہمارے یہاں تشریف لاتے لیکن ان کی شفقت اور اپنی نیاز مندی اور بے تکلفی کے باوجود ہم رعب کے مارے زیادہ گفتگو نہ کرتے اور نہ گفتگو کا سلسلہ شروع کرتے، مسکراتے تو ان کے دانت موتیوں کی لڑی معلوم ہوتے، وہ دینداروں کی تعظیم کرتے اور مسکینوں سے محبت رکھتے تھے۔ کوئی با اثر شخص ان سے کسی غلط کام کی امید بھی نہیں کر سکتا تھا اور نہ کمزور آدمی ان کے عدل سے محروم و مایوس ہو سکتا تھا۔

میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں کبھی کبھی اس حال میں بھی دیکھا ہے کہ رات ڈھل چکی ہے اور ستارے ڈوبنے لگے ہیں اور آپ اس وقت اپنی محراب میں اپنے محاسن شریف پکڑے ہوئے سانپ کاٹے ہوئے شخص کی طرح بے چین ہیں اور کسی غمزدہ کی طرح رو رہے ہیں اور میں انہیں کہتے سن رہا ہوں کہ اے دنیا کیا تو مجھے نشانہ بنانا چاہتی ہے اور میرے لیے بن سنور کر آئی ہے، دور ہو، دور ہو۔ اور میرے سوا کسی اور کو دھوکہ دے میں نے بغیر رجعت کے تجھے تین طلاق دی ہیں

تیری عمر مختصر، تیرا عیش حقیر اور تیرا خطرہ بہت بھاری ہے۔ آہ! زاد سفر کم، سفر لمبا اور راستہ وحشت ناک ہے۔"

پہلا اسلامی مُعاشرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے نتیجے میں قائم ہونے والا یہ معاشرہ جسے آپ کی تربیت نے کندن بنا دیا تھا وہ انسانیت کی پوری تاریخ میں بہترین انسانی معاشرہ ثابت ہوا، جو دلکش، کامل اور تمام انسانی محاسن کا جامع تھا۔ اس معاشرے کا تعارف اس کے ایک فرد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بڑی بلاغت، مختصر لیکن ہمہ گیر اور معنی خیز اور وسیع امکانات رکھنے والے الفاظ میں اس طرح کرایا۔

"وہ لوگ تمام لوگوں میں پاکیزہ ترین دل، عمیق ترین علم اور کم سے کم تکلیف والے تھے، جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی صحبت بابرکت اور دین کی سربلندی و نصرت کیلئے انتخاب فرمایا تھا۔"

جب اس معاشرے کا کسی اور معاشرے سے مقابلہ کیا جائے گا تو بحیثیت مجموعی اس کا پلہ بھاری نکلے گا اور اس کی کمزوریوں کا پہلو (جس سے کوئی بشر خالی نہیں) اس کے محاسن اور اس کے عظیم بشری نمونوں کے مقابل میں بہت ہی حقیر دکھائی دیگا اور اس کے اخلاقی کمالات کے ایسے نادر شاہکار نظر آئیں گے جن سے تاریخ انسانی خالی ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بڑی بلاغت اور دقیقہ رسی کیساتھ فرمایا ہے:

"اس امت بہترین لوگ صحابہ کرامؓ ہیں اس لیے کہ امت میں ان سے بڑھ کر ہدایت اور دین حق پر جمع ہونے والا اور تفرقہ و اختلاف سے ان سے بڑھ کر دور رہنے والا کوئی اور نہیں، ان کی طرف جو تھوڑی سی کوتاہی منسوب کی جاتی ہیں اگر ان کا دیگر امت کے افراد سے مقابلہ کیا جائے تو بہت ہی کم دکھائی دیں گی۔ اسی طرح جب امت کی کوتاہیاں دوسری قوموں کی کوتاہیوں کے مقابلے میں رکھیں تو ان کا پلہ بھی ہلکا نظر آئے گا اور جو یہ غلط بیانی کرتا ہے وہ گویا ایک سفید کپڑے کے ایک کالے دھبے کو بڑا کر کے دکھاتا ہے وہ دوسری قوموں کے جامہ سیاہ کو نہیں دیکھتا جس میں سفید چند نقطوں کے برابر ہے اور اسی طرح فیصلہ کر دینا بڑا ظلم اور جہالت ہے۔

باقی ص ۲۵ پر

جناب احمد بادشاہ صاحب، مُراد آباد

اسلامی اخلاقیات

ایک نظر میں

اسلام کی نشوونما اور اس کے فروغ کا واحد ذریعہ اخلاقیات ہے اخلاق میں وہ تاثیر ہے جو ایک جانی دشمن کو بھی مغلوب و دست بستہ بنا دیتی ہے۔

اسلام کی نشوونما اور اس کے فروغ کا واحد ذریعہ اخلاقیات ہے۔ اخلاق میں وہ تاثیر ہے جو ایک جانی دشمن کو بھی مغلوب کر دست بستہ بنا دیتی ہے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات مبارکہ مکارم اخلاق سے پُر ہے۔ بچپن سے لے کر نبوت تک، نبوت سے ہجرت اور ہجرت سے وفات تک درحقیقت قرآن کی عملی تفسیر تھی۔ آپؐ کی زندگی کے چند واقعات پیش ہیں۔

۱: طائف کا وہ سفر جو اشاعت دین کے لیے تھا وہاں پر آپ کے ساتھ کفار نے جو ظالمانہ سلوک کیا اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ پھر آپؐ کا اخلاق اور بردباری آپؐ کی زبان مبارک سے بددعا کا ایک لفظ بھی ان لوگوں کے لیے نہیں نکالتے۔ وہ لوگ آپ کے پیچھے بازاری لڑکے لگا دیتے ہیں وہ آپؐ کو بُرا کہتے تالیاں پیٹتے۔ اور پتھر برساتے یہاں تک کہ آپؐ کی جوتیاں خون سے لہولہان ہو جاتی ہیں۔ ایسی حالت میں آپ کو فکر ہے کہ کہیں یہ لوگ آسمانی عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اپنے جسم مبارک سے خون کے قطروں کو پونچھتے ہیں۔ کیونکہ جب کسی نبی کے جسم سے خون کے قطرے گرتے ہیں تو خدا کے یہاں سے عذاب نازل ہوتا ہے۔ آپ تھک کر ایک پتھر پر بیٹھ جاتے ہیں پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ آپؐ فرمائیں تو میں ان پہاڑیوں کو اس طرح ملا دوں جس سے سارے ختم ہو جائیں۔ آپؐ انکار فرما دیتے ہیں اور اللہ سے انکی ہدایت کی دعا فرماتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی نسلوں میں اسلام پھیلا اور وہ لوگ اسلام کے داعی بنے۔

۲: اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر ان کفار کے ساتھ جو ہمیشہ آپؐ پر اور صحابہؓ پر ہر طرح کے مظالم ڈھاتے رہے آپؐ کی عام معافی کا اعلان ہوتا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا انتم الطلقاء۔ یعنی آج کے دن تم پر کوئی سختی نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

یہ آفاقی جملے تھے جن کا اثر یہ ہوا کہ سخت سے سخت کافر بھی آپؐ ہی کے دامنِ عافیت میں جائے پناہ تلاش کرنے لگا۔

> آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار نے جو ظالمانہ سلوک کیا اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی پھر آپؐ کا اخلاق اور بُردباری کا یہ عالم کہ آپؐ کی زبان مُبارک سے ان لوگوں کے لیے بددعا کا ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔ درحقیقت آپؐ کی پوری حیات مبارکہ بچپن سے نبوت تک، نبوت سے ہجرت اور ہجرت سے وفات تک قرآن کی عملی تفسیر اور مکارم اخلاق سے پُر ہے

۳: ابوسفیان اسلام سے پہلے جس قدر آپؐ کے مخالف تھے۔ غزوات نبویؐ کا ایک ایک حرف اس کا شاہد ہے۔ غزوات بدر سے لے کر فتح مکہ تک جتنی لڑائیاں اسلام کے لیے لڑی پڑیں ان سے اکثر میں انکا ہاتھ تھا۔ لیکن فتح مکہ کے موقع پر جب وہ گرفتار کر کے لائے گئے۔ اور حضرت عباسؓ ان کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپؐ انکے ساتھ محبت سے پیش آئے حضرت عمرؓ نے گذشتہ جرائم کی پاداش میں ان کے قتل کا ارادہ کیا لیکن آپؐ نے منع فرمایا۔ نہ صرف یہ بلکہ ان کے امن و اماں کا محرم بنا دیا اور فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کا قصور معاف ہو گا۔ کیا دنیا کے کسی فاتح نے دشمنوں کے ساتھ عفو و درگذر کی ایسی مثالیں پیش کی ہیں۔

۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے لیے نمونہ ہے۔ آپؐ نے صفیہ بنت حیی بن اخطب سے جو باندی تھیں، آزاد کر کے نکاح کر لیا تھا اور اپنے غلام زید بن حارثہؓ کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش کو ان کے نکاح میں دے دیا تھا۔ ہم اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ معزز نہیں۔

۵: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک اندھی اپاہج بڑھیا کی رات کے وقت خبر گیری کیا کرتے تھے جو مدینہ طیبہ کے پاس کہیں رہا کرتی تھی۔ مگر چند روز کے بعد آپ نے دیکھا کہ کوئی شخص پہلے ہی آ کر اس کا کام کر جاتا ہے۔ آپ کو سخت حیرت ہوئی تھی کہ کون ایسا شخص ہے آخر ایک رات یہ دیکھنے کے لیے کہ کون شخص آتا ہے وہاں ٹھہر گئے دیکھا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ بھلا سوائے آپؓ کے اور کون ایسا ہو سکتا ہے۔

۶: حضرت حذیفہ عدویؓ فرماتے ہیں کہ جنگ تبوک میں بہت سے مسلمان شہید ہو گئے تھے۔ میں اپنے عم زاد

باقی صفحہ ۲۵ پر

تاجدارِ ختمِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلانِ نبوّت، تبلیغ دین اور

تبلیغ دین کے راستے میں پیش آنے والے مصائب پر صبر و استقامت کا مظاہرہ

حافظ خلیل احمد فیقر، نمائندہ ختم نبوت کرد دعل میں

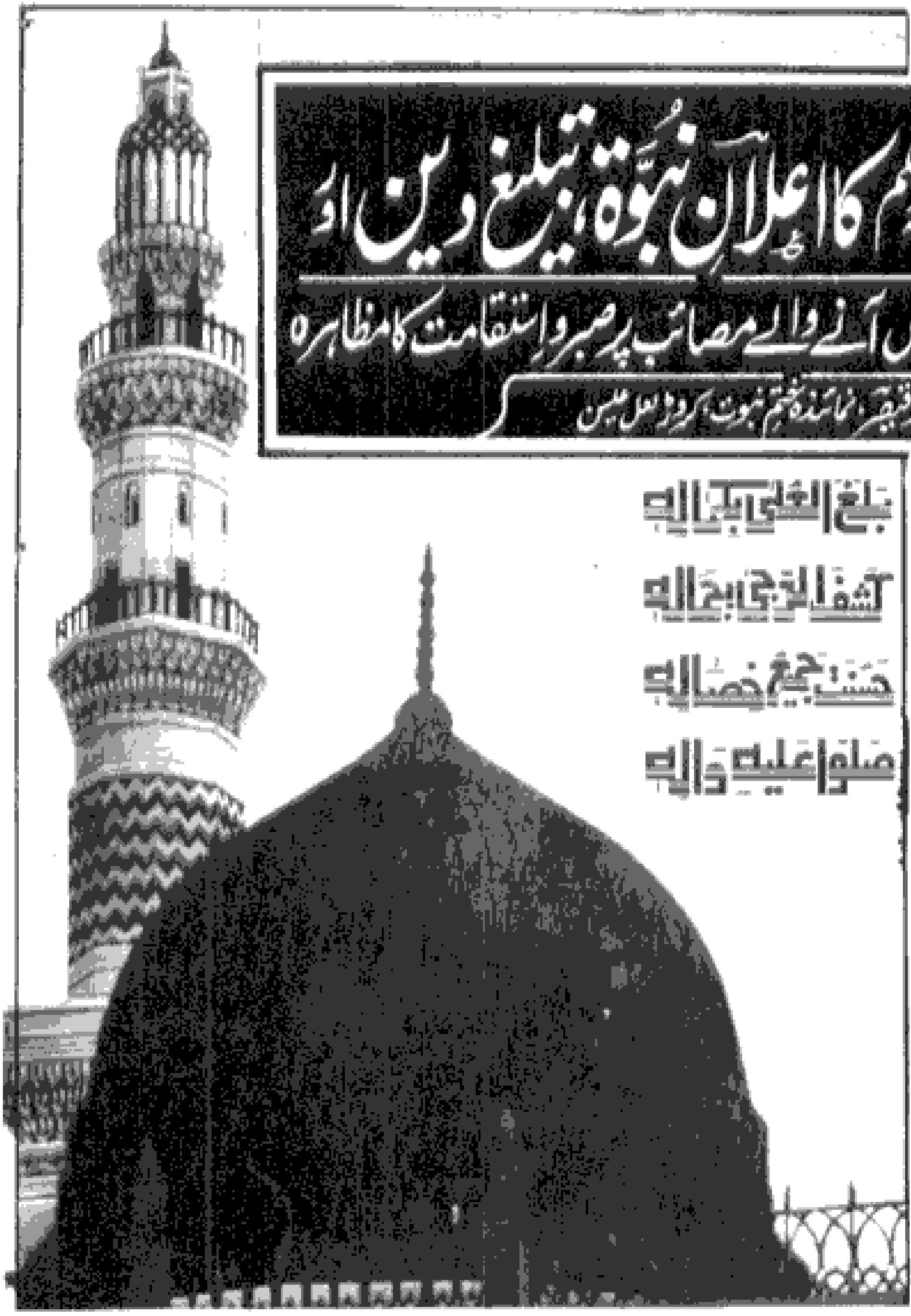

ماہ ربیع الاول شروع ہوتے ہی ہر طرف جشن کا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس مبارک مہینے میں باختلاف روایات ۹ یا ۱۲ ربیع الاول کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے اور راج دلارے رسول، صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے دنیا ایک ظلمت کدہ تھی۔ ہر طرف کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ ہر گھر صنم کدہ تھا۔ کہیں آگ کی پوجا ہوتی تھی تو کہیں شمس و قمر اور ستاروں کو معبود سمجھا جا رہا تھا اور کہیں شجر و حجر کے سامنے سر عبودیت خم کیا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر (بیت اللہ شریف) میں تین سو ساٹھ بتوں کی شاہی تھی کوئی حکومت نہ تھی۔ کوئی قانون نہ تھا۔ بس جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مصداق ہر دولت مند اور جاگیردار کا قانون چلتا تھا اور بے بس عوام انہیں کے "رحم و کرم" پر تھے۔ شراب و کباب کی محفلیں جمتی تھیں۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا باعث فخر سمجھا جاتا تھا۔ الغرض ہر طرف لاقانونیت ہی لاقانونیت نظر آتی تھی۔

ایسے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور سینکڑوں معبودوں کے پیروکاروں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا راستہ دکھانے اور اپنے سچے دین کا پرچار کرانے کے لیے سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ عمر کی چالیس بہاریں گزرنے کے بعد آپ کے سر مبارک پر نبوت کا تاج سجایا اور آپ کو حکم دیا کہ اے میرے پیارے نبی! اٹھیے اور میری وحدانیت کے ساتھ اپنی نبوت کا اعلان کیجئے۔ آپ نے منصب نبوت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے صفا پہاڑی پر چڑھ کر اپنی برادری اور قوم کے لوگوں کو آواز دی۔ آواز سنتے ہی وہ دیوانہ وار وہاں پہنچے۔ آپ نے ان سے سوال کیا **هل وجدتمونی صادقا او کاذبا** اے میری برادری کے لوگو! یہ بتاؤ میرے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ سب نے بیک زبان یہ جواب دیا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا بچپن، تیرا لڑکپن، تیری جوانی بلکہ تیری چالیس سالہ زندگی ہمارے سامنے ہے تو قول کا سچا، دیانتدار اور امین ہے۔ تو نے کبھی جھوٹ نہیں بولا یہ جواب ملنے پر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے پھر سوال کیا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر جرار تم پر حملہ کرنے کے لیے تاک میں بیٹھا ہے تو کیا تم میری بات تسلیم کر لوگے اس کے جواب میں بھی سب نے یہی کہا کہ جب ہم تجھے سچا دیانتدار اور امین سمجھتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ تیری اس بات میں بھی سچائی نہ ہو۔ یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے منصب نبوت سے نوازا ہے۔ میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور میں تمہیں آخرت کے دردناک عذاب سے ڈراتا ہوں اس عذاب الیم سے بچنے کا واحد راستہ صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ:

قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا۔

یعنی اگر تم فلاح دارین چاہتے ہو تو اس بات کا اقرار کرو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کوئی حاجت روا نہیں کوئی مشکل کشا نہیں کوئی کارساز نہیں اور کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں، تمہارے پتھر کے معبود جنہیں تم نے خود اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے یہ

سب بے جان ہیں۔ نجات کا راستہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے ؎

لگاؤ تو لو اپنے رب سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ)

پس آپؐ کا یہ اعلان کرنا تھا کہ وہ تمام لوگ جو تھوڑی دیر پہلے آپؐ کے صادق، امین اور دیانتدار ہونے کا اقرار کر رہے تھے۔ وہی آپؐ کا مذاق اڑانے لگے پھبتیاں کسنے لگے اور گالیاں دینے لگے جن میں آپؐ کا سگا چچا ابولہب بھی پیش پیش تھا۔

اس اعلان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سختیوں کا دور شروع ہوگیا۔ لیکن آپؐ تمام تکالیف اور سختیوں کے باوجود توحید خداوندی کا پرچار کرتے رہے۔ اس راستے میں آپؐ پر سختیوں میں مزید اضافہ ہوگیا۔ کبھی آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے، کبھی آپؐ کی پشت مبارک پر بحالت نماز اونٹ کی گندی اوجھڑی ڈالی جاتی کہیں گڑھا کھودا گیا تاکہ آپ ادھر سے گذریں تو اس میں گر جائیں۔ اور پھر تماش بین آپؐ کی اس حالت کو دیکھ کر ہنسی مذاق اڑائیں۔ آپؐ جدھر بھی تبلیغ حق کے لیے نکلتے تو کفار مکہ حتیٰ کہ آپؐ کی قوم، سب ہی آپؐ کو اذیت پہنچانے میں پیش پیش رہتے۔

جب کچھ عرصہ اسی صورتحال میں گذر گیا تو آپؐ نے مکہ سے باہر جاکر تبلیغ حق کرنے کا ارادہ کیا کہ شاید آس پاس کی بستیوں کے باشندوں کے دل ہی نور ایمان سے منور ہوجائیں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں آپؐ طائف تشریف لے گئے سرسبز و شاداب سرزمین تھی۔ آپؐ وہاں کے سرداروں سے ملے اور ان کے سامنے اپنی نبوت کا اعلان کیا اور انہیں توحید کا درس دیا۔ لیکن انہوں نے بجائے اسلام قبول کرنے کی بجائے طائف کے آوارہ اور اوباش لڑکوں کو آپؐ کے تعاقب میں لگادیا جنہوں نے صرف گالیاں ہی نہیں دیں بلکہ آپؐ کو مجنوں اور دیوانہ کہا اور پتھر برسائے جس سے آپؐ کی پنڈلی مبارک زخمی ہوگئیں یہاں تک کہ نعلین مبارک بھی خون سے تر ہوگئیں اس صورتحال کے باوجود مجال کیا جو آپؐ کی مبارک زبان سے ان کے لیے بددعا نکلی ہو۔ آپؐ

> اعلانِ نبوت کے بعد آپؐ پر سختیوں کا دور شروع ہوگیا۔ کفار نے آپؐ پر ظلم و ستم کا ہر حربہ استعمال کرلیا۔ لیکن آپؐ نے ان تمام تکالیف اور سختیوں کے باوجود توحید خداوندی کا پرچار اور صبر و استقامت کا مظاہرہ فرماتے رہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری کائنات کیلئے رحمت بناکر بھیجا گیا تھا۔

تکلیفیں سہنے کے باوجود آپؐ صبر و استقامت کا مظاہرہ فرماتے رہے۔ کیوں نہ ہو آپؐ کائنات کے لیے رحمت بناکر بھیجے گئے تھے جس کا اظہار اللہ تبارک و تعالیٰ نے یوں فرمایا:

وما ارسلنٰک الا رحمة للعٰلمین ؕ

اور نہیں بھیجا ہم نے آپؐ کو مگر رحمت بناکر تمام جہانوں کے لیے۔

ضمنی طور پر یہاں ایک اہم نکتہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں ہے ہم ہر نماز کی ابتداء میں ثناء کے بعد سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں جس کی پہلی آیت یہ ہے:۔

الحمد للّٰہ رب العٰلمین

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو رب العلمین ہے۔

خود قرآن کریم اپنے بارے میں کہتا ہے،

ان ھو الا ذکر للعٰلمین

یعنی یہ قرآن پاک ساری کائنات کے لیے ذکر ہے خانہ کعبہ جس جگہ پر قرآن کریم کا نزول ہوا اور جہاں اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اس کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے

وھدًی للعٰلمین: یہ ہدایت کا مرکز ہے پوری کائنات کے لیے۔

سرکار دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

اس میں نکتہ کی بات یہ ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص علاقے کے نبی نہیں بلکہ پوری کائنات کے نبی ہیں۔ آپؐ کی بعثت سے قبل ارشاد باری تعالیٰ

لکل قوم ھاد اور وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کے مطابق پہلے نبی صرف قوموں امتوں اور مخصوص شہروں تک محدود تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص قوم، قبیلے اور شہر کے نبی نہیں بلکہ جیسا کہ قرآن پاک میں دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا (کہ آپؐ سب کے لیے رسولؐ ہیں)

آپؐ پر سلسلہ نبوت ختم ہوچکا ہے اب جس طرح اللہ رب العالمین ہے تو اس کے آخری اور ساری کائنات کے پیارے نبی رحمۃ للعلمین ہیں آپؐ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم ذکر للعلمین ہے اور آپ جس شہر میں مبعوث ہوئے۔ وہاں پر بیت اللہ شریف ھدی للعلمین ہے۔ نتیجہ یہ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ قرآن کریم کے ہوتے ہوئے کوئی نئی کتاب نازل نہ ہوگی۔ اور بیت اللہ شریف کے ہوتے ہوئے کوئی نیا ہدایت کا مرکز نہیں۔

یہ ضمنی طور پر ایک نکتہ تھا جو میں نے پیش کیا۔ میں اس سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد تبلیغ دین اور پھر تبلیغ دین کے راستے میں پیش آنے والی تکالیف اور تکالیف و مصائب کا ذکر کر رہا تھا۔ یہ موضوع طوالت چاہتا ہے۔ لیکن میں صرف مذکورہ واقعات پر اکتفا کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ اب تبلیغ دین کی ذمہ داری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ہے ظاہر ہے کہ تبلیغ کے راستے میں مشکلات پیش آتی ہیں اس لیے اگر ہمیں اس راستے میں تکالیف آئیں تو ہمیں اسی طرح صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا ہوگا جس طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر و استقامت کا مظاہرہ فرمایا قرآن پاک کا بھی یہی حکم ہے وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔

از ارشاد علی ناشاد، شکر گڑھ

تعظیم و توقیر

رسولِ مقبولؐ

اتباعِ رسولؐ کے مدارج اطاعت میں دوسری چیز جو شامل ہے وہ ہے تعظیم و توقیرِ رسولؐ۔ ذیل میں وہ آیات پیش کی جاتی ہیں جن میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام کرنے کے طریقے اور آداب سکھائے گئے ہیں۔

۱۔ یاایہا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ واتقوا اللہ (الحجرات:۱)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

۲۔ یاایہا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ (الحجرات:۲)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنی آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے ساتھ کھل کر با آواز بلند بات مت کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بات کرلیتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

۳۔ سورۂ نور میں اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:
لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً۔ (النور:۶۳)

ترجمہ:۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آپس میں اس طرح نہ پکارو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

سورۃ الحجرات میں مزید ارشاد ہوا۔

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون (الحجرات:۴)

ترجمہ:۔ بے شک وہ لوگ جو آپؐ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔

ان آیات میں مسلمانوں کو تعظیم و توقیرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں جو احکام دیئے گئے ہیں، ان میں پہلا حکم یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اپنی رائے کو فوقیت نہ دو اور کسی معاملے میں بھی ان کی اجازت کے بغیر قدم مت اٹھاؤ۔ اپنی خواہشات و جذبات کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کے تابع رکھو اور کسی بھی معاملے میں فیصلہ کرنے سے پہلے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم معلوم کرلو اور اس کے مطابق عمل کرو۔

امام سہل بن عبداللہ تستری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ!

"اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو یہ ادب سکھایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بات کرنے سے پہلے تم بات نہ کرو۔ جب آپؐ فرمائیں تو تم آپؐ کے ارشاد کو کان لگا کر سنو اور جب چپ ہوں تو آپؐ کے احترام و توقیر کے ضائع کرنے میں تم خدا سے ڈرو، خدا تمہارے قول کو سنتا اور تمہارے عمل کو جانتا ہے۔"

آخر کی آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ جب تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرو یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارو یا آپؐ کی موجودگی میں کسی سے بات کرو تو دھیمے اور مہذب لہجے میں بات کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے تمہاری آواز بلند نہ ہونے پائے۔ تم جس طرح ایک دوسرے کو نام لیکر بے تکلفی سے پکارتے ہو۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام میں ذرا برابر کوتاہی تمہارے لیے اتنی نقصان دہ ہو سکتی ہے کہ تمہارے سارے اعمال غارت بھی ہو سکتے ہیں۔

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ!

"رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز کو اونچا کرنا جب اعمال کو اکارت کردیتا ہے تو ان کے احکام کے سامنے اپنی رائے کو مقدم کرنا اعمال صالحہ کے لیے کیونکر تباہ کن نہ ہوگا۔"

یہ آداب اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے لیے سکھائے گئے تھے اور اس کے مخاطب وہ لوگ تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے مگر بعد کے لوگوں کو بھی انہی آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ مثلاً جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو رہا ہو تو خاموشی کے ساتھ سنا جائے۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے وقت آواز کو پست رکھا جائے جس طرح کہ حالتِ حیات

باقی صـ۲۵ پر

حق نواز مدرس جامعہ قاسم العلوم فقیروالی ضلع بہاولنگر

ختم نبوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور رسول ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام ہوگیا۔ آپؐ آخری نبی اور رسول ہیں۔ اسلام کے بدیہی عقائد سے مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی واقف رہے ہیں۔ اور آج چودہ سو برس کی تاریخ میں یہ بحث کبھی پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کی بھی کچھ قسمیں ہوتی ہیں اور ان میں سے کوئی خاص قسم نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی باقی ہے۔ نبوت کی تشریعی و غیر تشریعی، ظلی و بروزی یا مجازی اور لغوی اقسام کا نہ صرف قرآن وحدیث میں کوئی اشارہ تک ملتا ہے اور نہ علمائے امت ان سے واقف تھے۔ البتہ اس دور میں تعلیمات اسلامی سے عام غفلت اور جہالت نے اور فتنوں کی طرح اس فتنے کا در بھی وا کیا۔ سب سے پہلے باب اور بہا کے فرقے نے اس مسئلے میں امت کے اجماع سے اختلاف کیا۔ مگر وہ بھی اس کو عملی رنگ نہ دے سکا۔ اس کے بعد مرزا غلام قادیانی نے بحث کا دروازہ کھولا۔ مگر اس بحث میں بھی اس قدر الحاد اور تضاد کی کارفرمائی ہے۔ کہ خود اس کے ماننے والے بھی تین فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک فرقہ اس کو صاحب شریعت نبی اور رسول مانتا ہے۔ یہ ظہیر الدین اروپی کا فرقہ ہے۔ دوسرا اس کو غیر تشریعی نبی کہتا ہے یہ قادیانی پارٹی ہے۔ جس کا مرکز اب ربوہ ہے۔ تیسرا فرقہ مرزا قادیانی کو رسول نہیں بلکہ مسیح موعود یا مہدی موعود قرار دیتا ہے یہ لاہوری پارٹی ہے۔

قادیانی مغالطے

حقیقت میں مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت میں

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے دیوبند نے قادیانیت کے خلاف وہ کام کیا کہ جسے دیکھ کر انگریزی اقتدار رخصت سفر ہوا، برصغیر کی تقسیم ہوئی اور پاکستان منصۂ وجود پر ظہور ہوا اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس قافلہ کا پہلا امیر قافلہ منتخب کیا گیا۔

ایک تدریجی ارتقاء ہے۔ ابتداء میں اس کا عقیدہ جمہور اہل سنت کے مطابق تھا۔ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو اس نے جامع مسجد دہلی کے ایک جلسہ عام میں ایک تحریری بیان دیا جس میں کہا گیا۔

"اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار کرتا ہوں کہ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

(تبلیغ رسالت حصہ دوم)

پھر ۱۸۹۹ء کے بعد مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں نبی اور خاتم النبیین کی انوکھی تعریف ۲۳۰ پیش کرنا شروع کر دی۔

"مثلاً اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"

(حقیقۃ الوحی ص۹۶، از مباحثہ راولپنڈی ص۱۳)

اس عبارت میں اس نے اپنے نبی ہونے کی گویا دلیل پیش کی ہے۔ بالآخر بیسویں صدی کے اوائل میں اس نے کھلے طور پر رسالت اور وحی اور نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ مثلاً

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"

(دافع البلاء ص۱۱)

"حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ، بلکہ ہزار دفعہ" (براہین احمدیہ ص۹۸)

اور اس کے بعد تو اس نے تمام تکلفات کو بالائے طاق رکھ کر نہ صرف صاحب شریعت رسول ہونے کا دعویٰ کیا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ہمسری بلکہ ان سے افضلیت کا دعویٰ کیا۔ ان کی توہین میں متعدد عبارتیں لکھیں، حتیٰ کہ خود سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو بڑھانے کی ناپاک جسارت سے بھی باز نہ آیا۔

"مجھ میں اور ان میں بڑا فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے!"

(نزول المسیح ص۹۶)

اس منزل پر پہنچ گئے تو مرزا نے عامۃ المسلمین سے علیحدہ ایک امت بنا ڈالی۔ اور یہ اعلان کر دیا کہ

"ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے

قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۳۔ از خاتمہ بحث صفحہ ۲۶)

اس کی تحریروں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا کو جب نبی بننے کا شوق دامن گیر ہوا تو خاتم النبیین اور مسئلہ ختم نبوت کو اپنی راہ میں حائل پاکر اس نے اس کی تحریف و تاویل شروع کردی۔ کبھی خاتم النبیین کے یہ معنی بدل کر مہرِ نبوت قرار دیا، کبھی ختم نبوت کے معنی اپنی مشہور و معروف معنی میں رکھ کر ظلی و بروزی قسم کی نبوتیں ایجاد کیں۔ اور ظلی نبی کو (معاذ اللہ) عین محمد واحمد بتلا کر ختم نبوت کی زد سے باہر آنے کی سعی کی! اور کبھی ختم نبوت میں یہ شرط بڑھا کر اس سے گلو خلاصی کی کوشش کی کہ ختم ہونے والی نبوت تو وہ ہے جس کے ساتھ شریعت بھی ہو۔ مطلق نبوت کا اختتام مراد نہیں۔

ایک منصف مزاج اور سلیم الفہم آدمی کے لئے تو خود مرزا کی متضاد اور بے تکی باتیں ہی اس کے دعاوی اور عقائد کو یکسر مسترد کردینے کو کافی ہیں۔ تاہم عام مسلمانوں کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے مسئلہ ختم نبوت کے تمام پہلوؤں کو قرآن حدیث، آثار صحابہ اور سلف صالحین و علمائے دین کے اقوال کے ذریعے واضح کرنا ضروری ہے۔

ختم النبوۃ فی القرآن

قرآن کریم سے کسی مسئلے کو ثابت کرنے کے لئے علمائے اصولِ استدلال نے چار طریقے طے کئے ہیں۔ اول عبارت النص، دوسرے اشارۃ النص، تیسرے دلالۃ النص اور چوتھے اقتضاء النص۔ کلام پاک میں ننانوے آیات ایسی ہیں جو ان چاروں میں سے کسی نہ کسی طریق سے ختم نبوت کا ثبوت مہیا کرتی ہیں۔ چنانچہ اس باب میں پہلی اور صریح ترین آیت موجود ہے وہ یہ ہے۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم
ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ط
وکان اللہ بکل شیء علیما ہ

(الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔"

> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن بول اٹھا اور جس پر احادیث نے صاف صاف تقریر کی اور جس پر امت نے اجماع کیا لہٰذا اس کے برخلاف دعویٰ کرنے والا جھوٹا اور کافر سمجھا جائے گا اور اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا۔

تشریح: اس آیت کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ چند روز پہلے ہی وحی کے ذریعے عرب کے اس رواج کو مسترد کر دیا گیا تھا۔ جس کے تحت لے پالک اولاد کو حقیقی اولاد کا درجہ دیا جاتا تھا۔ اس رواج کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی غرض سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام اور متبنّیٰ حضرت زید حارثہؓ کی مطلقہ حضرت زینب سے حکم خداوندی کے مطابق نکاح فرما لیا۔ اس پر کفار نے شور مچایا کہ یہ کیسا نبی ہے جو اپنے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کرتا ہے۔ اس طعنے کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ اس لئے آپ پر یہ الزام بے محل ہے۔ اس امر واقعہ کے بیان کر دینے کے بعد اس سے پیدا ہونے والے ممکنہ شبہات کے ازالے کے لئے مزید فرمایا گیا:

"آپ اللہ کے رسول اور آخر الانبیاءؑ ہیں۔"

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ آپ کے کوئی صلبی فرزند نہیں اور آپ اس اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہیں، لیکن آپ خدا کے برگزیدہ رسول ہیں، اور رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ جو لوگ حضورؐ کو مقطوع النسل ہونے کا طعنہ دیتے تھے انہیں بھی اس آیت میں جواب دیا گیا کہ رسول تو اپنی پوری امت کا باپ ہوتا ہے۔ اور محمدؐ تو چونکہ قیامت تک کے لئے نبی ہیں لہٰذا آپ کی روحانی امت کا بھی کوئی شمار نہیں ہے۔"

اس جگہ لفظ خاتم النبیین کے اضافے کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس طرح اقوام عالم کو خبردار کیا گیا۔ یہ ہمارا آخری رسول ہے اس کے بعد کوئی پیغامبر نہ بھیجا جائے گا اس لئے دین و دنیا کی اصلاح چاہتے ہو تو اس کی پیروی کرو۔ ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ما کان محمد ابا احد میں نفی ابوت سے وہم ہوتا ہے کہ آپؐ میں شفقت پدری بھی نہ ہوگی اس وہم کو دور کرنے کے لئے ولکن رسول اللہ کے الفاظ بڑھائے گئے یعنی اگرچہ آپؐ کسی مرد کے نسبی باپ نہیں لیکن رسول اللہ ہونے کی حیثیت سے نسبی باپ سے بھی زیادہ شفیق ہیں پھر ارشاد فرمایا وخاتم النبیین یعنی جب ہر رسول اپنی امت کا شفیق باپ ہوتا ہے تو خاتم النبیین تو تمام انبیاء سے زیادہ شفیق اور مہربان ہوں گے جن انبیاء کو اپنے بعد اور رسولوں کے آنے کی توقع ہوتی تھی۔ ان سے اگر کوئی چیز رہ جاتی تو بعد میں آنے والے اس کی تکمیل کر دیتے تھے۔ لیکن خاتم الانبیاء کو یہ فکر دامن گیر تھی کہ آگے کا راستہ اتنا صاف کر دیا جائے کہ قیامت تک آنے والے انسان گمراہ نہ ہوں چنانچہ ہمارے آقائے نامدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کی صراطِ مستقیم کو ایسا ہموار چھوڑا ہے جس میں رات اور دن برابر ہے، اب نہ پہلی شریعت سابقہ کی حاجت ہے اور نہ لاحقہ کی، کسی جدید نبی کی ضرورت ہے نہ جدید شریعت کی۔

تکمیلِ شریعت

قرآن کریم کی جس آیت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی ابدی تکمیل کا اعلان کیا گیا۔ وہی ختم نبوت کے ثبوت میں دوسری واضح دلیل ہے ارشاد ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دینا ط

(المائدہ: ۳)

ترجمہ "آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی، اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔"

تشریح: آیت مذکورہ میں بالاجماع کمال دین کی جس زاویئے سے بھی تفسیر کی جائے ماحصل یہی ہے کہ اس دین کے بعد کوئی دین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تا قیامت پیدا نہ ہوگا حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کے بعد نہ کوئی حلال کرنے والا حکم نازل ہوا، نہ حرام کرنے والا اور

ذکر کی جیز (القص وسنن) اور نہ حدود اور دوسرے احکام میں سے
(تفسیر مظہری ص۔ سورۃ مائدہ)

احادیث ختم نبوت

جس طرح قرآن پاک کی ننانوے آیات ختم نبوت کا ثبوت فراہم کرتی ہیں اسی طرح دو سو دس صحیح احادیث میں اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ان میں سے ایک سو سے زیادہ احادیث متواتر ہیں۔

امام ابن حزم نے لکھا ہے:

"جن حضرات نے آنحضرت ﷺ کی نبوت اور معجزات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے ان میں کثیر التعداد حضرات کی نقل سے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"

(الملل والنحل، ج ۱ ص۷۷)

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث لا نبی بعدی نہ صرف متواتر ہے بلکہ اس کا تواتر بھی اسی درجے کا ہے جس درجے کا آپ کی نبوت، معجزات، قرآن مجید کا تواتر ہے اب ان میں سے چند احادیث کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث: حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا۔ مگر اس کے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی پس لوگ اس کو دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پُر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (یا) مجھ پر تمام رسل ختم کر دیئے گئے"

(بخاری، احمد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا)

حدیث: حضرت جبیرؓ بن مطعم روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں محمد ہوں، اور میں احمد ہوں، اور میں ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کفر کو مٹایا اور میں ہی حاشر ہوں یعنی میرے بعد ہی قیامت آئے گی اور حشر برپا ہوگا (یعنی کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا) اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو"

(بخاری، مسلم اور ابونعیم نے روایت کیا)

حدیث: حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے نبی پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا" (مسلم نے روایت کیا)

عجیب "تاویلات"

ختم نبوت کے منکرین قرآن پاک اور احادیث صحیحہ کی ان صراحتوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے عجیب و غریب تاویلات کا سہارا لیتے ہیں اور قرآن و حدیث میں تحریف کرتے ہیں۔ مثلاً مرزا غلام احمد نے نبی بننے کے شوق میں آیت خاتم النبیین کے معنی یہ بیان کئے ہیں۔

"آپؐ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے"

اور یہ کہ:

"ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے"

یہ مفہوم نہ صرف عربی زبان اور محاورے کی رو سے سراسر غلط ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی کو نبی بنانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے جس پر چاہیں نبوت کی مہر لگا دیں۔ حالانکہ نبی اور رسول کا تقرر صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ علاوہ ازیں اس تحریف کے نتیجے میں نبوت ایک اکتسابی چیز بن جاتی ہے۔ قرآن کی رو سے یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ نبوت حاصل کرنا کسی کے اختیار میں نہیں۔

اگر اس نو ایجاد تفسیر کو مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت میں جتنے زیادہ نبی آئیں اتنا ہی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ظاہر ہوگا لیکن تحریف کرنے والے کو بھی تیرہ سو برس میں اپنے سوا اور کوئی اس طریقے سے نبی بنتا نظر نہیں آتا۔ کتنی عجیب بات ہے کہ جس ہستی کو، بقول مرزا اللہ نے "نبی تراش" بنایا ہے، اس کی روحانی توجہ ایک لاکھ سے بھی زائد صحابہؓ میں سے تو کسی کو نبی نہ بنا سکی، ان کے بعد خیر القرون میں بھی کسی کو یہ سعادت نصیب نہ ہو سکی، اور نعوذ باللہ! چودھویں صدی میں آکر بس ایک مرزا پیدا ہوا تو اس اعزاز کا اہل ٹھہرا۔ قرآن پاک کی تحریف اور رسول کریم ﷺ کی توہین اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ (نعوذ باللہ)

ظل و بروز کی یہ کہانی شاید ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ و حلول سے اخذ کی گئی ہے، قرآن و حدیث میں اس کی کہیں کوئی شہادت نہیں ملتی۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ حضورؐ کے کامل اتباع سے کوئی شخص عین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ابتدائے اسلام سے مرزا قادیانی کی پیدائش تک کسی اور کو یہ کامل اتباع کیوں نصیب نہ ہوا۔ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ، علی مرتضیٰؓ، خیر الخلائق بعد الانبیاء کے مصداق ہیں اور حدیث میں لو کان بعدی نبی لکان عمر وغیرہ کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔ تو کیا یہ حضرات بھی ظلی طور پر محمد مصطفےٰ ﷺ بن گئے تھے۔

مرزا قادیانی نے اپنی اسلام دشمنی پر پردہ ڈالنے کے لئے کبھی کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ تو میرا ایمان ہے مگر صرف تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت غیر تشریعی ہے اور کبھی کہا کہ کلی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت جزوی ہے اور کبھی یوں گویا ہوا کہ حقیقی نبوت ختم ہوئی ہے اور میری نبوت ظلی اور بروزی ہے اور کہیں لکھا ہے کہ مستقل نبوت ختم ہوتی ہے اور میری نبوت غیر مستقل ہے، غرض ان متعارض اور متضاد اقوال کو اختیار کر کے وہ سمجھا کہ میری نبوت مستقل ہو گئی۔ اور مسلمانوں کے سامنے یہ کہنے کی گنجائش بھی باقی رہ گئی کہ میں قرآن و حدیث کے صریح حکم یا امت کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت کا منکر نہیں۔ لیکن اس حدیث نے مرزا کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیئے۔

انکار ختم نبوت کی سزا

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں اور ا

"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن بول اٹھا اور جس پر احادیث نے

صاف تصریح کی۔ اور جس پر امت نے اجماع کیا۔ اس لئے اس کے برخلاف دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھا جائے گا اور اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا۔

امام حدیث علامہ شاطبیؒ جو آٹھویں صدی ہجری کے مشہور و معروف امام ہیں، اپنی کتاب "الاعتصام" میں ان لوگوں کی ایک مختصر فہرست شمار کرتے ہیں جنہوں نے نبوت یا وحی یا عصمت کا دعویٰ کیا اور امت کے اجماع نے ان کو واجب القتل سمجھا۔ اس سلسلے میں امام موصوف نے فازازی نام کے ایک شخص کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس نے بہت سے ایسے شعبدے دکھائے جو کرامات یا خارق عادت کہے جاتے ہیں۔ عوام بہرحال عجائب پرست ہوتے ہیں چنانچہ اس وقت بھی ایک گروہ اس کے ساتھ ہو گیا۔ یہ شخص بھی مرزا غلام قادیانی کی طرح اتباع قرآن کا مدعی تھا۔ اس لئے اس نے آیت خاتم النبیین کی ایسی تاویلات شروع کیں جن کے ذریعے قرآن آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی کی گنجائش نکل آئے۔ مگر علمائے وقت نے اس کے دعوے کو اور تاویلات کو اتفاق رائے سے کفر و الحاد قرار دیا چنانچہ اس زمانے کے امام مقتدر شیخ المشائخ ابو جعفر بن زبیرؒ کے فتویٰ پر اس کو قتل کر دیا گیا۔

۷ ستمبر کا دولہا

متحدہ ہندوستان میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے بہادر ساتھیوں اور سرفروشوں نے اپنی شعلہ بیان خطابت کے ذریعے انگریز کی ساختہ پرداختہ قادیانی نبوت کے خرمن امن کو بھسم کر ڈالا تھا۔ تا آنکہ ۱۹۴۷ء میں انگریز کی اقتدار رخت سفر باندھ کر رخصت ہوا۔ برصغیر کی تقسیم ہوئی اور پاکستان منصۂ وجود پر جلوہ گر ہوا۔ اس تقسیم کے نتیجے میں قادیانی نبوت کا منبع خشک ہو کر رہ گیا۔ اور قادیان کی منحوس بستی نہ صرف خود دار الکفر ہندوستان کے حصہ میں آئی بلکہ اپنے ساتھ مشرقی پنجاب کے مسلم اکثریت کے صوبے کو بھی لے ڈوبی۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر علمائے دیوبند نے قادیانیت کے خلاف کام کیا۔ آپؒ کو اس قافلہ کا پہلا امیر و قائد منتخب کیا گیا۔ آپ کے بعد حضرت مولانا احسان احمد شجاع آبادیؒ کو امیر دوم منتخب کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ بھی امیر مقرر ہوئے۔ الغرض ۱۵ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۷۳ء کو عبقری شخصیت "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی مسند امارت پر جلوہ افروز ہوئی۔ حضرت بنوریؒ نے مشغولیت، ضعف اور پیرانہ سالی کے باوجود جماعت کے امور پر خاطر خواہ توجہ دی۔ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کی پرخلوص قیادت کی برکت سے جماعت کے کام کو کونے کونے تک پہنچا دیا چنانچہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۴ بجکر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور دائرہ اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ اور آئینی طور پر قادیانی ناسور کو ملت اسلامیہ کے جسد سے الگ کر دیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کی قبروں کو روشن کرے جو قادیانی کفر کے خلاف جہاد کرکے اللہ کو پیارے ہو گئے اور مبارک ہو ان مسلمانوں کو جنہوں نے اس جہاد میں حصہ لیا اور مالی، جانی اور زندگی کی قربانی دی۔

جبار کارپٹس

ڈیلرز

قائد آباد کارپٹ ● مون لائٹ ● بلال کارپٹ ●

یونائیٹڈ کارپٹ ● ڈیکورا کارپٹ ● اولمپیا کارپٹ

مساجد کیلئے خاص رعائت

۳۔ این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون: 6646888 6646655

قادیانی ایک سیاسی جماعت ہے

قادیانیت کا مسئلہ ایک سیاسی نوعیت کا مسئلہ ہے جو لوگ اسے مذہبی سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تیسری سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس منعقدہ ۲۰ ستمبر ۱۹۸۸ء بمقام ویمبلے کانفرنس سنٹر لندن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما و ایڈیٹر ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل مولانا عبدالرحمن باوا نے انگریزی زبان میں — "قادیانی ایک سیاسی جماعت ہے" کے موضوع پر ایک معلوماتی تقریر کی، قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

ادارہ

صاحب صدر، حضرات علماء کرام، معزز سامعین!

ختم نبوت کی یہ تیسری سالانہ کانفرنس ہے۔ اس کانفرنس میں مجھ سے پیشتر علمائے کرام نے مسئلہ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت پر تفصیل سے بحث کی اور مختلف پہلوؤں پر بیان فرمایا۔ میں اسی موضوع پر ایک حساس نکتہ پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔

قادیانیت کا مسئلہ ایک سیاسی نوعیت کا مسئلہ ہے۔ مذہبی نہیں جو لوگ اسے مذہبی سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت کے لئے کھڑا کیا جانا بھی ایک سیاسی چال تھی۔ مرزا قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے سکھوں کی فوج میں بھرتی ہو کر مہری سنگھ نلوہ کی قیادت میں پٹھانوں پر ظلم و ستم تک چڑھائی کی تھی یہ حضرت سید احمد شہیدؒ کو اور ان کی جماعت کو بالاکوٹ میں شہید کرنے والی فوج میں شامل تھا۔ مرزا قادیانی خود حکومت کے لئے جاسوسی کرتے رہے۔ ان کے بیٹے مرزا محمود احمد نے اپنے زمانہ میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جاسوسی کرنے کے لئے روس تک بھیجا۔ اور آج بھی ہمارا دعویٰ ہے کہ قادیانی ٹولہ اسرائیل کے لئے عرب و دیگر اسلامی ملکوں کی جاسوسی کرتا ہے۔

"قادیانیوں نے مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے لیکن در اصل وہ سیاسی ٹولہ ہے قادیانی گروہ کے سیاسی عزائم پر ہم غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں اپنی حکومت قائم کرنے کے خواہاں ہیں۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے ان کی کوششیں جاری ہیں جسٹس منیر نے اپنی انکوائری رپورٹ میں تسلیم کیا ہے کہ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۷ء کے آغاز تک قادیانی تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ قادیانی برطانیہ کے جانشین بننے کا خواب دیکھ رہے تھے۔

میں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ قادیانی اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں اس کے سلسلے میں چند حوالہ جات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ نہیں معلوم کہ ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔

(الفضل ۲۷، فروری ۹، فروری ۱۹۲۲ء)

> قادیانیوں نے مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے لیکن در اصل وہ ایک سیاسی ٹولہ ہے ان کے سیاسی عزائم پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں اپنی حکومت قائم کرنے کے خواہاں ہیں اور اسی مقصد کے حصول کے لئے ان کی کوششیں جاری ہیں۔

۲۔ ہم احمدی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

(۱۳ فروری ۱۹۲۲ء)

۳۔ اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔

(الفضل ۸ جولائی ۱۹۲۵ء)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کا خواب ایک عرصے سے دیکھ رہے تھے۔ تفصیل کا موقع نہیں پہلے بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ ربوہ کے نام سے خالص قادیانی کی بستی بسائی گئی۔ ربوہ اسٹیٹ اندر اسٹیٹ ہے۔ پاکستان کی سرزمین پر قائم ہونے کے باوجود وہاں کی حکومت قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ کی ہوتی ہے۔ ربوہ جسے اب "صدیق آباد" کہا جاتا ہے تو یہ ہے کہ ساری زمین انجمن کی ہے۔ وہاں اور ملکیت پذیر قادیانیوں کو حق نہیں کہ وہ اپنی زمین بیچ سکیں۔ اگر کوئی قادیانی ربوہ کا رہنے والا مسلمان ہو جاتا ہے اسے وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔ ربوہ میں ایک مستقل حکومت قائم ہے۔ وہاں سیکرٹریٹ کے مقابلہ میں "ایوان المحمود" ہے۔ وزارت کے مقابلے میں "نظارت" قائم ہے۔ الفرقان بٹالین جو قیام پاکستان کے بعد جنرل گریسی نے بنائی تھی۔ اگرچہ توڑ دی گئی لیکن اس کا نام بدل کر "خدام الاحمدیہ" رکھ دیا گیا تھا۔ الفرقان بٹالین تو توڑ دی گئی لیکن توڑنے کے بعد اس کا اسلحہ حکومت پاکستان کو واپس نہیں دیا گیا وہ ان کے پاس ہے۔

روزنامہ نوائے وقت (۱۲ جولائی ۱۹۷۳ء) میں خبر انکشاف کیا: قیام پاکستان کے بعد فوراً چوہدری ظفر اللہ خان کو کسی سازش کے نتیجہ میں وزیر خارجہ بنایا گیا اور ایم ایم احمد قادیانی کو جو کہ مرزا غلام قادیانی کا پوتا تھا محکمہ مالیات کا ذمہ دار بنایا گیا ان قادیانی لیڈروں نے ملک کے تمام کلیدی عہدوں میں قادیانیوں کو بھرتی کرایا۔ مقصد یہ تھا کہ ملک پر قادیانی حکومت قائم کی جائے۔ ایک حوالے سے ثابت کروں گا کہ قادیانی کیا چاہتے تھے۔

قادیانی جماعت کا پہلا یورپی کنونشن لندن کے مرکز میں

منعقد ہوا۔ کنونشن میں شریک مندوبین نے متفقہ طور پر اس بات پر زور دیا کہ اگر احمدی جماعت برسر اقتدار آجائے تو امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں اور دولت کی از سر نو تقسیم اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے۔

(۲۳ اگست ۱۹۶۵ء روزنامہ جنگ راولپنڈی)

ذرا غور کیجئے کہ وہ کونسی جگہ تھی جہاں قادیانی برسر اقتدار آنا چاہتے ہیں اس اجلاس کے تھوڑے دن بعد ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو بھارت پاکستان پر حملہ کرتا ہے۔

جواب بنگلہ دیش ہے مرزا طاہر قادیانی سربراہ نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ

ایک وقت آئے گا کہ اس ملک (یعنی پاکستان) میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعہ وہی جھنڈا گاڑا جائے گا جو محمد مصطفیٰ کا جھنڈا ہے۔ (الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۸۲ء)

گویا پوری طاقت اس بات میں لگی ہوئی تھی پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ میں تبدیل کیا جائے۔

حضرات!

اس وقت پوری اسلام دشمن طاقتیں اسرائیل روس امریکہ اور قادیانی لابی پاکستان کے خلاف سرگرم عمل ہے وہ پاکستان کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں موجودہ تخریب کاری میں قادیانی برابر ملوث ہیں۔ ایک قادیانی تخریب کار گذشتہ کچھ عرصہ پہلے کمیونسٹ لٹریچر تقسیم کرتے ہوئے گرفتار ہوا تھا وہ یونیورسٹی کا لیکچرار تھا۔

سہ قادیانی ملک میں عدم استحکام پیدا کرنے کے لیے لسانی گروہی فرقہ وارانہ فسادات پیدا کرنے کے علاوہ اس کو ہوا دے رہے ہیں اس کام پر بے دریغ روپیہ خرچ کر رہے ہیں قادیانیوں کے پاس ہتھیاروں کی کمی نہیں ہے۔ ان کی عبادت گاہیں ہتھیاروں سے بھری پڑی ہیں۔ گذشتہ تقریباً دس سال پہلے کا واقعہ ہے کہ بھاری تعداد میں ڈیانا (ڈائمنڈ) سے اسلحہ کراچی پہنچا اس میں کراچی کی شپنگ کمپنی کا ڈائریکٹر ملوث تھا۔ کراچی کے شام کے ایک اخبار نے اس خبر کو شہ سرخیوں سے شائع کیا تھا ہم اس ڈائریکٹر کو جانتے ہیں وہ قادیانی تھا۔ تحقیقات کے دوران مفرور ہوگیا پھر دوبارہ اپنی جگہ پر آگیا۔ ہم اپنے پرچے ختم نبوت کے ذریعے حکومت کے علم میں یہ بات لائے لیکن نہ معلوم اس کا کیا بنا۔ آج ملک میں اسلحہ کی بھرمار ہے کیوں

کہ قادیانیوں کے اڈے کی تلاشی نہیں لی جاتی اور قادیانیوں کی کمپنیوں پر نگاہ نہیں رکھی جاتی۔ انہیں اسلحہ کی فراوانی کی بنا پر قادیانی دندناتے پھر رہے ہیں۔ اور پاکستان میں مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔

قادیانی سربراہ مرزا طاہر کے حکم پر ساہیوال میں نہتے مسلمانوں پر قادیانی عبادت گاہ سے گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی۔ سکھر کے دار العلوم کی مسجد پر رمضان المبارک کے ایام میں صبح کی نماز کے وقت بم برسائے گئے۔ میرپور خاص میں ایک مسلمان کو قتل کیا گیا اس کے بعد ربوہ جو ان کا شہر ہے وہاں نہ صرف مسلمانوں پر ظلم کیا جاتا ہے بلکہ خود قادیانی بھی مظالم کا نشانہ بنتے ہیں۔ قادیانی مظالم کی کہانی ایک الگ موضوع کی متقاضی ہے۔ پوری دنیا پاکستان آکر دیکھ لے کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون قادیانیوں کے قتل کے اکا دکا واقعات کو لے کر قادیانی پوری دنیا میں یہ واویلا مچاتے ہیں کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور انسانی حقوق کے کمیشن کو درخواستیں دیتے پھرتے ہیں۔ جرمنی ناروے سویڈن، برطانیہ اور کینیڈا و امریکہ میں سیاسی پناہ لیتے ہیں۔ حالانکہ ظلم ظلم کا واویلا جھوٹ کا پلندہ ہے دراصل وہ ان ملکوں میں داخلے کے لیے بہانے بناتے پھرتے ہیں۔ ہم ان تمام ملکوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ پاکستان آئیں ہم انہیں ایک ایک قادیانی کارخانوں، دکانوں اور کاروباری اداروں اور ربوہ جہاں قادیانی مرکز ہے وہاں لے جائیں گے اور ہم دکھائیں گے کہ قادیانی کتنی عیش کر رہے ہیں اور آرام و سکون سے رہ رہے ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ مملکت خداداد پاکستان میں وہ مسلمانوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ تو غلط نہ ہوگا۔ چند لاکھ قادیانی اپنے تناسب سے زیادہ سرکاری ملازمتوں پر فائز ہیں اور ان سرکاری دفاتر میں بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بدعنوانیوں سرکاری مال کی لوٹ کھسوٹ میں ملوث ہیں جہاں جہاں قادیانی افسران براجمان ہیں وہاں وہ ماتحت مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیتے ہیں۔

قادیانیوں کو چاہیئے کہ وہ پاکستان کے قانون کا احترام کریں!

پاکستان میں نافذ ہونے والے قادیانی آرڈیننس پر قادیانی کافی واویلا کرتے ہیں کہ ان کی آزادی سلب ہوئی ہے یہ سراسر غلط ہے حالانکہ یہ آرڈیننس پاکستان کے مسلمانوں کے مطالبہ پر حکومت نے نافذ کیا تھا پاکستان ایک خالص اسلامی ملک ہے یہاں شعائر اسلامی کی حفاظت حاکموں کا اولین فریضہ ہے۔ شعائر اسلامی کی توہین کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ اس آرڈیننس نے شعائر اسلامی کا تحفظ کیا ہے۔ برطانیہ ایک آزاد ملک ہے تمام مذہب کو آزادی ہے لیکن یہاں کے لیے آذان کی اجازت نہیں۔ یہاں قربانی گھروں میں نہیں ہو سکتی۔ یہاں کے عوام نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کی مساجد سے آذان کی آواز بلند ہو کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس طرح ہماری آزادی سلب ہوتی ہے ٹھیک اسی طرح قادیانی آرڈیننس شعائر اسلامی کے تحفظ کی حفاظت کے لئے بنایا گیا۔ قادیانی غیر مسلم اقلیت کو چاہیئے کہ وہ ملک کے قانون اور مسلمانوں کا احترام کرتے ہوئے زندگی بسر کریں۔

قادیانی یہودی گٹھ جوڑ: میں اب دوبارہ موضوع پر آتا ہوں۔ قادیانی یہودی گٹھ جوڑ کا ہمارے ملک میں ایک عرصے سے چرچا ہے۔ مولانا ظفر احمد انصاری نے ماضی میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں یہ بحث بھی اٹھائی کہ ... پاکستانی قادیانی ایئر فورس کے پائلٹ کے طور پر کام کر رہے ہیں اسرائیل میں۔ گذشتہ سال روزنامہ نوائے وقت نے JERUSALEM POST کے حوالے سے ایک تصویر کی اشاعت کی تھی جس میں ایک قادیانی وفد کو اسرائیل کے صدر کے ساتھ ملاقات کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے قادیانی مشن اسرائیل میں موجود ہے اسرائیل میں کسی مسلمان تنظیم کو کام کرنے کی اجازت نہیں لیکن اس سوال پر پوری امت کو غور کرنا ہوگا کہ کہیں قادیانی مشن عالم اسلام کی جاسوسی تو نہیں کر رہے ہیں

عرب ممالک میں قادیانی گھسے ہوئے ہیں۔

ہمیں اس بات پر تشویش ہے کہ مسلم ممالک جن میں سعودی عرب امارات، کویت، بحرین، لیبیا، اردن وغیرہ میں بڑی تعداد میں قادیانی ملازمتوں کے بہانے اندر گھسے ہوئے ہیں اور ہمیں پورا یقین ہے کہ یہ قادیانی وہاں چھپ کر نہ صرف اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں بلکہ وہاں بھی جاسوسی کا کام انجام دے رہے ہیں۔

ہم تمام مسلم حکومتوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ان قادیانیوں کے بارے میں کچھ غور کریں۔ اپنے اپنے ملکوں میں ان

باقی صفحہ ۲۵ پر

قسط نمبر ۲

یہ ہے قادیانی مذہب

یہ مضمون مملکت عربیہ سعودیہ نے حج کے ایام میں شائع کر کے تقسیم کیا۔ بعض باتیں اس میں توجہ طلب ہیں۔ پھر بھی ہم اسے بلا ترمیم و تنسیخ شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

پھر وہ گھر میں چلا گیا اور وہاں ہنگامہ ہونے لگا جس میں عبدالکریم اور کچھ اور لوگ ملوث تھے جو شور مچا رہے تھے۔ شور سن کر غلام گھر سے باہر نکلا اور کہا "اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو"۔

اس کا دعویٰ کہ نبوت کا دروازہ ابھی تک کھلا تھا

غلام نے دعویٰ کیا تھا کہ نبوت کا دروازہ ہنوز کھلا ہوا تھا اس کا اظہار اس کے لڑکے محمود احمد نے جو قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ کہلاتا تھا اپنی کتاب "حقیقت النبوت" کے صفحہ ۲۲۸ پر اس طرح کیا تھا "روز روشن میں آفتاب کی طرح یہ واضح ہے کہ باب النبوت ابھی تک کھلا ہوا ہے" اور انوار خلافت میں صفحہ ۶۲ پر وہ کہتا ہے "حقیقتاً انہوں نے (یعنی مسلمانوں نے) کہا کہ خدا کے خزانے خالی ہو گئے ہیں۔ اور ان کے ایسا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں خدا کی صحیح قدر و قیمت کی سمجھ نہیں ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ بجائے صرف ایک کے ہزاروں نبی آئیں گے"۔ اسی کتاب کے صفحہ ۶۵ پر وہ کہتا ہے "اگر کوئی شخص میری گردن کے دونوں طرف تیز تلواریں رکھ دے اور مجھے کہنے کے لئے کہے کہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو وہ یقیناً کاذب ہے کیونکہ ایسا نہ صرف قطعی ممکن بلکہ قطعی ہے کہ ان کے بعد نبی آئیں گے"۔ رسالہ تعلیم ۱۱ کے صفحہ ۱۱ پر خود غلام کہتا ہے "یہ ذرا بھی نہ سوچنا کہ وحی زمانہ پارینہ کا قصہ بن چکی ہے، جس کا آج کل کوئی وجود نہیں ہے۔ یا یہ کہ روح القدس کا نزول صرف پرانے زمانے میں ہی ہوتا ہے۔ آج کل نہیں، یقیناً اور حقیقتاً میں کہتا ہوں کہ ہر ایک دروازہ بند ہو سکتا ہے مگر روح القدس کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا"۔

رسالہ تعلیم کے صفحہ ۹ پر وہ کہتا ہے: "یہ وہ ہی خدائے واحد ہے جس نے مجھ پر وحی نازل کی اور میرے خاطر عظیم الشان نشانیاں ظاہر کیں۔ وہ جس نے مجھے عصر حاضر کا مسیح موعود بنایا اس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں نہ زمین پر نہ آسمان پر۔ اور جو اس پر ایمان نہیں لائے گا اس کے حصہ میں بدقسمتی اور محرومیت آئے گی مجھ پر حقیقت میں وحی نازل ہوتی ہے اور جو آفتاب سے واضح اور صریح ہے"۔

اس کا دعویٰ کہ وہ نبی اور رسول ہے جس پر وحی نازل ہوتی ہے

غلام مکتوب احمد ۱۱ کے صفحہ ۱۰۱ اور ۱۰۷ پر کہتا ہے "اس کی برکتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے مجھے ان ناموں سے مخاطب کیا: تم میری حضوری کے قابل ہو میں نے تمہیں اپنے لئے انتخاب کیا"۔ اور اس نے کہا "میں نے تمہیں اپنے مرتبہ پر فائز کیا جو خلق کے لئے نامعلوم ہے"۔ اور کہا "اے میرے احمد تم میری مراد ہو، اور میرے ساتھ ہو، اللہ اپنے عرش سے تمہاری تعریف بیان کرتا ہے"۔ اس نے کہا "تم عیسیٰ ہو جس کا وقت ضائع نہیں ہوگا، تمہارے جیسا جوہر ضائع ہونے کے لئے نہیں ہوتا، تم نبیوں کے حلیے میں اللہ کے جری ہو"۔ اس نے کہا "کہو، مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں ایمان لانے والوں میں سب سے اول ہوں"۔ اس نے کہا "ہمارے حکم کے مطابق جائے پناہ تعمیر کرو، جو تمہاری اطاعت کا عہد کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ کی اطاعت کا عہد کرتے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے"۔ اس نے کہا "ہم نے تمہیں دنیا پر صرف رحمت بنا کے بھیجا"۔ غلام کہتا ہے "اس کی برکتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب اس نے دیکھا کہ پادری حد سے زیادہ مفسد ہو گئے ہیں اور کہنے لگے ہیں کہ وہ ملک میں بلند مرتبوں پر پہنچ گئے ہیں تو اس نے ان کی گمراہی کے سیلاب اور تیرگی کے عروج پر مجھے بھیجا"۔ اس نے کہا "آج تم ہمارے ساتھ کھڑے ہو، طاقت ور اور قابل اعتماد تم جلیل القدر حضور رفاسے آئے ہو"۔ غلام کہتا ہے: "اس نے مجھے یہ کہتے ہوئے پکارا اور مجھ سے کلام کیا: میں تمہیں ایک مفسدین قوم کی طرف بھیجتا ہوں میں تمہیں لوگوں کا قائد بناتا ہوں اور تمہیں اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں عزت کی علامت کے طور پر اور اپنے دستور کے مطابق جیسا کہ پچھلے لوگوں کے ساتھ تھا"۔

غلام کہتا ہے: "اس نے مجھے ان ناموں سے مخاطب کیا میری نظر میں تم عیسیٰ ابن مریم کی مانند ہو، اور تمہیں اس لئے بھیجا گیا تھا کہ تم اپنے رب الاکرام کے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرو، حقیقتاً اس کا وعدہ برقرار ہے اور وہ اصدق الصادقین ہے اور اس نے مجھ سے کہا کہ اللہ کے نبی عیسیٰ کا انتقال ہو چکا تھا انہیں اس نے دنیا سے اٹھا لیا گیا تھا اور وہ جا کر مردوں میں شامل ہو گئے تھے اور ان کا شمار ان میں نہیں تھا جو واپس آتے ہیں"۔

(مکتوب احمد صفحہ ۹)

اسی کتاب کے صفحہ ۴۳ اور ۴۴ پر غلام کہتا ہے: "میرا

رب مجھ سے کہتاہے کلام کرتاہے وہ مجھے ٹھیک طرح سے تعلیم دیتاہے"

اسی کتاب کے صفحہ ۳۲ اور ۳۳ پر غلام کہتاہے: خدا نے مجھے یہ کہتے ہوئے خوشخبری دی: "اے احمد! میں تمہاری تمام دعائیں قبول کروں گا سوائے ان کے جو تمہارے شرکاء کے خلاف ہوں گی اور اس نے اتنی بے شمار دعائیں کیں کہ جگہ کی کمی کے باعث ان کی فہرست اور تفصیل کا تذکرہ کیا۔ اس جگہ ان کا خلاصہ بھی نہیں ہوسکتا۔ کیا تم اس معاملے میں میری تردید کرسکتے ہو؟ یا مجھ سے جھگڑ سکتے ہو؟"

اپنی کتاب "مواہب الرحمٰن" کے صفحہ ۳ پر وہ کہتا ہے "میرا رب مجھ سے اوپر سے کلام کرتاہے، وہ مجھے ٹھیک طرح سے تعلیم دیتاہے اور اپنی رحمت کی علامت کے طور پر مجھ پر وحی نازل کرتاہے میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔"

"استفتاء" کے صفحہ ۱۲ پر غلام کہتاہے: "میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۱ پر وہ کہتاہے "خدا نے مجھے نبی کہہ کر پکارا ہے۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۲۰ پر وہ کہتاہے: خدا نے مجھے اس صدی کے مجدد کے طور پر، مذہب کی اصلاح کرنے، ملت کے چہرے کو روشن کرنے، صلیب کو توڑنے، عیسائیت کی آگ کو فرو کرنے اور الٰہی شریعت کو جو تمام خلق کے لئے مسود مندرجہ قائم کرنے، مفسد کی اصلاح کرنے، اور جامد کو رواج دینے کے لئے بھیجا، میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں، خدا نے مجھے الہام اور وحی سے سرفراز کیا۔ اور اپنے مرسلین کرام کی طرح مجھ سے کلام کیا۔ اس نے اپنی ان نشانیوں کی طرح جو تم دیکھتے ہو، میری سچائی کی شہادت دی۔" صفحہ ۲۵ پر غلام کہتاہے "خدا نے مجھ پر وحی بھیجی اور کہا: میں نے تمہارا انتخاب کیا اور تم پر وحی بھیجی کہو! مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں ایمان لانے والوں میں سب سے پہلا ہوں اور اس نے کہا کہ میں تمہیں اپنی توحید اور انفرادیت کے مرتبہ پر فائز کرتا ہوں۔ لہٰذا وقت آگیا ہے کہ تم خود کو عوام الناس پر ظاہر کردو اور ان میں خود کو شہرت دو جو ہر طرف سے آئیں گے جن کو ہم بذریعہ الہام کہیں گے وہ تمہاری پشت پناہی کریں گے، وہ ہر طرف سے آئیں گے یہی میرے رب نے کہاہے۔"

غلام نے صفحہ ۲۷ پر بھی کہا "اور میرے پاس خدا کی تصدیقات ہیں۔"

"مسیح ناصری ہندوستان میں" کے صفحہ ۱۳ اور ۱۴ پر غلام کہتاہے "انتہائی ملائمت اور صبر کے ساتھ لوگوں کو سچے خدا کی طرف رہبری کرنے کے لئے اور اسلام کے اخلاقی معیار کی دوبارہ تعلیم کے لئے اس نے مجھے بھیجا۔ اس نے مجھے ان نشانیوں سے عزت بخشی جو حق کے متلاشیوں کی تسلی و تشفی اور تیقن کے لئے وقف ہوتی ہیں۔ اس نے حقیقت میں مجھے معجزے دکھائے اور مجھ پر ایسے پوشیدہ امور اور مستقبل کے راز ظاہر کئے جو سچے علم کی بنیاد کی تشکیل کرتے ہیں۔ اور اس نے مجھے ایسے علوم اور معلومات سے سرفراز کیا جن کی تاریکیوں کے بیٹے اور باطل کے حمایتی مخالفت کرتے ہیں۔"

"حمامۃ البشریٰ" کے صفحہ ۶۰ پر غلام کہتا ہے "یہی وجہ ہے کہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے انہی حالات میں بھیجا جن حالات میں مسیح کو بھیجا تھا اس نے دیکھا کہ میرا زمانہ اسی کے زمانے جیسا تھا اس نے ایک قوم دیکھی جو اسی کی قوم جیسی تھی، اس نے تلے کے اوپر تلا دیکھا۔ اس لئے اس نے عذاب بھیجنے سے قبل مجھے بھیجا تاکہ ایک قوم کو تنبیہ کردوں چونکہ ان کے آباؤ اجداد متنبہ نہیں کئے گئے تھے اور تاکہ بدکاروں کا راستہ صاف ہوجائے۔"

"تحفہ بغداد" کے صفحہ ۱۳ پر غلام کہتا ہے: "میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں جو عالی خاندان سے ہوں، فی الحقیقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔"

"خطبات الہامیہ" کے صفحہ ۶ پر وہ کہتا ہے "مجھے آب نور سے غسل دیا گیا اور تمام داغوں اور ناپاکیوں سے چشمۂ مقدس پر پاک کیا گیا اور مجھے میرے رب نے احمد کہہ کر پکارا سو میری تعریف کرو اور میری بے عزتی نہ کرو۔"

صفحہ ۸ پر وہ کہتاہے: "اے لوگو! میں محمدی مسیح ہوں، میں احمد مہدی ہوں اور میرا رب میری پیدائش کے دن سے مجھے قبر میں لٹائے جانے کے دن تک میرے ساتھ ہے مجھے فنا کردینے والی آگ اور آب زلال دیا گیا میں ایک جنوبی ستارہ ہوں اور روحانی بارش ہوں۔"

اخلاقی زوال کا عبرتناک منظر اور ہماری غفلت!

قمرالدین ۔ ملتان چھاؤنی

اخلاقی زوال بڑھتے بڑھتے اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ اب انسان کو انسانیت کی تذلیل سے تفریح ہوتی ہے۔ بلکہ مذاق اتنا بگڑ گیا ہے کہ انسانیت جتنی پست سطح پر اترے۔ اتنی ہی آسودگی اور تفریح ہوتی ہے۔ یہ فلم اور پکچر، یہ ناول اور افسانہ، یہ عریاں تصویریں اور فحش گانے کیوں آپ کی تفریح کا سامان ہیں؟ کیا ان میں انسانیت کو ذلیل شکل میں نہیں دکھلایا جاتا ہے؟ کیا یہ آدم کے بیٹوں اور حوا کی بیٹیوں کو جو آپ کے بھائی اور بہنیں ہیں۔ ایسی شکل میں نہیں پیش کرتیں جو انسانیت کے لیے باعث ننگ و عار ہیں۔ کیا آپ کو ان تصویروں اور کھیلوں، ان فلموں اور ناولوں میں انسانیت کی ذلت اور رسوائی نظر نہیں آتی۔ پھر آپ کی طبیعت میں اشتعال اور نفرت پیدا نہیں ہوتی۔ اپنے کو کس طرح فروخت کرتے ہیں اور ہزاروں آدمی اس کا تماشہ دیکھتے ہیں اور تفریح حاصل کرتے ہیں۔ اخلاقی گراوٹ اور بے حمیتی کی اس سے زیادہ عبرتناک مثال اور کیا ہوسکتی ہے۔ یہ بداخلاقیاں اور گناہ اور فحشیات کا رجحان، بیماریوں، وباؤں سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ آپ کسی ایک گذشتہ قوم کا نام بتلا دیجئے جس کے متعلق تاریخ میں یہ درج ہو کہ وہ پوری کی پوری قوم فلاں بیماری یا وبا کی نذر ہوکر بالکل فنا ہو گئی ہو۔ لیکن آپ کو بیسیوں قوموں کا نام بتلا سکتا ہوں جو بداخلاقیوں کا شکار ہوکر صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں

> تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی۔
> جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا۔

صفحہ ۸۸، پر وہ یہ کہتا ہے: "اسی وجہ سے مجھے خدا نے آدم اور مسیح کہہ کر پکارا، جس نے میرا خیال ہے، مریم کی تخلیق کی اور احمد، جو فضیلت میں سب سے آگے تھا، یا اس نے اس لئے کیا تاکہ ظاہر کرے کہ اس نے میری ذات میں نبیوں کی تمام خصوصیات جمع کر دی تھیں۔"

بقیہ: قادیانی سیاسی جماعت

کی سرگرمیوں کی نگرانی کریں خصوصاً سعودی حکومت سے درخواست ہے کہ وہ جس طرح تعاون سے اپنے علاقے سے قادیانیوں کو پاک کرے ایک اور درخواست یہ ہے کہ بعض اسلامی حکومتیں آج تک قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کو مسلمان سمجھ رہی ہیں ڈاکٹر عبدالسلام کٹر پکا قادیانی ہے۔ یقین کیجئے کہ وہ جاں سائنس کے بہانے مسلمان نوجوان جو سائنس کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان میں قادیانیت کا انجکشن دے رہا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام پر قطعی اعتماد نہ کریں۔ اور اپنے ملکوں میں داخل ہونے نہ دیں اور اسلامی کانفرنس LOW POISON ممالک کی تنظیم سے درخواست ہے کہ اگر انہوں نے کوئی عہدہ دیا ہے یا مسلم ملکوں کی سائنس کی ترقی کے لئے کوئی رقم اس کو فراہم کی ہے تو اس سے وہ رقم واپس لے لیں۔

میں آخر میں علامہ اقبال کی اس بات پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ قادیانی ملک اور اسلام کے غدار ہیں۔

بقیہ: تعظیم و توقیر

طیبہ میں جب گفتگو ہوتی تو آواز پست رکھی جاتی تھی اس لیے کہ آپ کا کلام و حدیث مروی و ماثور ہے اور یہ آپ کے بعد عزت و رفعت میں آپ ہی کی مانند ہے۔ یہ بھی لازم ہے کہ کسی اونچی اور بلند جگہ پر ..... بیٹھ کر پڑھا جائے کسی آنے والے کی خاطر قرآت حدیث کے وقت کھڑا نہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام پر دوسرے کو ترجیح ملتی ہے اور یہ کہ غیر کی طرف متوجہ ہونے سے آپ کی حدیث میں رکاوٹ لازم آتی ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے اسلام ہی کی تکمیل نہیں فرمائی بلکہ نبوت اور رہنمائی کے سلسلے کو آپ پر ختم کر کے سیرت انسانی کی بھی تکمیل فرما دی اور اس طرح تکمیل فرما دی کہ اس سے زیادہ مکمل اور اتنے اچھے نمونے و کردار کا تصور بھی ممکن نہیں۔ اس کے ساتھ ہی امت کے ہر فرد کے لیے آپ کی اطاعت اور سیرت طیبہ کا اتباع لازمی قرار دے دیا گیا ہے کیونکہ اتباع اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایمان اور عمل بے کار ہے۔ اللہ سے محبت کی کسوٹی بھی اطاعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعت و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہی گناہوں کی معافی اور خدا کے ہاں بلند درجات حاصل ہوتے ہیں۔

بقیہ: اسلامی اخلاق

بھائی کے پاس جو بالکل قریب مرگ تھا۔ پانی لے گیا، ابھی اس نے پیالہ منہ کو نہ لگایا کہ پاس سے ایک زخمی سپاہی ہشام بن العاصؓ کی آواز آئی۔ میرے بھائی نے اس حال میں بغیر پانی پئے پیالہ مجھے واپس کر دیا کہ پہلے ہشامؓ کو پلا دو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک دوسرے کو پانی کا اشارہ کرتے ہوئے اور بغیر پانی پئے سب اللہ کو پیارے ہو گئے۔

۷: حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص آپ کی سخت غیبت کرتا ہے۔ آپ نے اس شخص کے پاس ایک طبق چھواروں کا بھیجا اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے اپنی نیکیاں میرے دفتر اعمال میں منتقل کر دی ہیں میں نے چاہا کہ اس کا کچھ عوض ادا کر دوں، معاف کرنا مجھ میں پورے معاوضہ کی طاقت نہیں۔

۸: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے آخری وقت میں ہرچند چاہا کہ آپ بتلا دیں کہ آپ کو کس نے زہر دیا ہے مگر آپ نے نہ بتایا اور فرمایا جس پر میرا شبہ ہے اگر وہی قاتل ہے تو خدا منتقم حقیقی ہے اور اگر در اصل وہ نہیں ہے تو میرے واسطے کوئی ناحق کیوں قتل کیا جائے۔

۹: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ گرمیوں کی ایک دوپہر میں آرام فرما رہے تھے اور ایک کنیز (باندی) پنکھا جھل رہی تھی۔ پنکھا جھلتے جھلتے اس کی بھی آنکھ لگ گئی۔ تو آپ پنکھا لے کر کنیز کو جھلنے لگے۔ اس کی آنکھ کھلی تو گھبرا کر چلائی امیر المومنین یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ امیر المومنین نے کنیز کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: "میری طرح تم بھی انسان ہو، تم کو بھی گرمی لگتی ہے، جس طرح تم مجھ کو پنکھا جھل رہی تھی، اگر میں نے بھی جھل دیا تو مضائقے کی کیا بات ہے۔"

۱۰: فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے خیمے میں ایک کبوتر نے گھونسلا بنا لیا۔ کوچ کے وقت فراش کو حکم دیا کہ خیمہ بدستور چھوڑ دیا جائے تاکہ بھولا بھالا جانور بے آرام نہ ہو۔ اس رحم دلی کی یادگار آج تک اس مقام پر "فسطاط" نامی شہر آباد ہے۔ فسطاط عربی میں خیمہ کو کہتے ہیں۔

۱۱: حضرت رابعہ بصریؒ نے ایک کتے کو پیاسا دیکھا جو پیاس سے ایسا بے تاب تھا کہ زبان نکالے ہانپ رہا تھا۔ آپ نے پاؤں سے موزہ نکالا اور اوڑھنی نکال کر رسی بنائی اور کنوئیں سے پانی نکالا اور کتے کو پلایا۔

حق سبحانہ و تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یا الٰہی تو ہمیں حامل قرآن کر دے
پھر نئے سر سے مسلماں کو مسلماں کر دے
وہ پیمبر جسے سرتاج رسل کہتے ہیں
اس کی امت کو ذرا تابع فرماں کر دے

بقیہ: نبوت محمدیہ کا کارنامہ

رسالت محمدیہ کا اثر بعد کی نسلوں میں

دعوت نبوی، تعلیمات محمدی اور ان عناصر و نمونوں کی تاثیر جنہیں آپ نے اپنی اور اپنے اصحابؓ کی سیرت کی شکل میں پیش کیا اور بعد کے آنے والوں کو جن کی اتباع کی تلقین کی تھی، اور آپ کی عظیم شخصیت (جو تمام احوال اور تمام ادوار کے لیے مثال روشن چراغ اور دائمی راہنما رہی ہے) کا اثر اسی عہد تک موقوف نہ تھا جس میں آپ مبعوث ہوئے تھے۔ اور نہ اس معاشرے تک محدود تھا جس نے آپ کا مبارک زمانہ پایا، آپ کی صحبت سے استفادہ کیا تھا وہ تو اس نیر اعظم کی طرح تھا جس کی روشنی و گرمی میں کھیتیاں اور پھل ہر زمانے اور ہر جگہ میں پکتے ہیں اور جو اپنی بلندی سے اپنی سنہری اور قوت و حیات سے بھری ہوئی کرنیں دنیا کی طرف بھیجتا رہتا ہے۔ جن سے ہر دور اور نزدیک کی چیز مستفید ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان کے لیے آپؐ کی دعوت، اللہ کی نگرانی کا استحضار، اس کے غیظ و غضب کا خوف، اس کے اجر و ثواب کی طمع، جہنم کا ڈر اور جنت کا شوق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متاعِ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طلب زندگی میں سادگی، لوگوں کو اپنے اور اپنی آل اولاد پر ترجیح، بیگانے کے ساتھ ایثار اور خویش و اقارب پر اس کو مقدم رکھنا اور قریبی اعزا کو جہاد و مشقت اور قربانی کے موقعوں پر آگے بڑھانا مکارم اخلاق اور ایسے نازک و لطیف احساسات کو فروغ دینا (جنہیں ذکی و ذہین لوگ سوچ بھی نہ سکیں۔)

یہ سب چیزیں ایک عالمگیر ابدی اور ہمہ گیر مدرسہ کی طرح تھیں جس سے یکے بعد دیگرے نئی نسلیں فیض یاب ہوتی رہیں۔ علماء، قائدین، بادشاہ اور حکام، عابد، زاہد اس سے مستفید ہو کر نکلتے رہے۔ سبھی اسی مثالی مدرسہ میں اخلاق و انسانیت کے پہلے سبق لیے اور پھر سب پر فائق ہو گئے۔ اور اپنے اخلاق فاضلہ کی بلندی، لطافت حسین، شعور کی نزاکت، امانتداری، عیش و طرب کا سامان خزانوں کی کنجیاں، حکومت کی باگ ڈور اور قوموں کا مستقبل اپنے ہاتھ میں رکھنے کے باوجود زہد و کثرتِ عبادت میں تمام قوموں سے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اس نبوی تاثیر میں فیض یاب ہونے والوں میں زمان و مکاں کے بہت سے فاصلے ہیں۔ لیکن وہ بہرحال ایمان کی کھیتی، نبوت کی فصل، دعوتِ اسلامی کا ثمرہ اور رسالت محمدیہ کا کارنامہ ہیں اور ان کی سیرت و اخلاق جو کچھ حسن نظر آتا ہے وہ نبوت محمدیؐ کی جلوہ سامانیوں کا پرتو ہے اس عقیدہ و سیرت اور اس اخلاق کے حصول میں ان کے والدین، ماحول اور ان کی ذہانت کا اس میں کوئی دخل نہیں، اس لیے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور تعلیمات اور ان افراد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور سیرتِ نبویؐ کی اتباع کا ذوق اور اسلام کا احسان نہ ہوتا تو وہ عقیدے میں بتوں کے پجاری اور اخلاق میں درندوں اور چوپایوں کی طرح ہوتے، نہ توحید ہوتی، نہ تقویٰ ہوتا، نہ زہد و ایثار ہوتے نہ عفو و عالی ظرفی۔ نہ لطافت جذبات ہوتی اور نہ حسن اخلاق۔

بقیہ: رحمۃ للعالمین پر ایک نظر

۶۳۰ء سنہ ۹ھ: ذی الکلاعؓ بادشاہ قبائی نے اسلام قبول کیا حج فرض ہوا حضرت صدیق اکبرؓ کو نبی اکرمؐ نے امیر حج مقرر فرمایا واقعہ تبوک یا غزوہ عسرت ماہ رجب میں پیش آیا اور مختلف قبائل کے وفود کی آمد۔ اس سال کو عام الوفود کہتے ہیں۔

۶۳۱ء سنہ ۱۰ھ: ایک لاکھ ۲۴ ہزار مسلمانوں کو ساتھ لے کر فریضہ حج ادا فرمایا اور اسلام کے تمام اصول اور نصائح امت کو سمجھا کر وداع کیا آپ کا یہ خطبہ مشہور اور آخری ہے یہ حج حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے عمر شریف ۶۳ سال۔

۶۳۲ء سنہ ۱۱ھ: ۱۲ ربیع الاول مطابق ۸ جون ۶۳۲ء یوم پیر کو مقدس عمر ظہر و عصر کے درمیان ۶۳ سال پورے کر رہی تھی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں ۱۸ صفر کو درد ہوا، پھر بخار ہو گیا۔ بخار کی تیزی یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ کمبل بھی تپنے لگا تھا۔ بالآخر ۱۲ ربیع الاول کو بوقت چاشت اپنے خالق و مالک کی طرف خیال فرمایا تو زبان مبارک پر یہ دعا جاری تھی اللھم بالرفیق الاعلیٰ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ انہی کلمات کے ورد کے ساتھ ساتھ روح مقدس عالم بالا اپنے رفیق اعلیٰ کی جانب پرواز کر رہی تھی اور ایک تیز خوشبو فضا کو معطر کر رہی تھی

غسل و کفن: حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے جو قریبی رشتہ دار تھے غسل دیا اور تین سفید کپڑوں میں غسل دیا اور منگل کا دن گزار کر رات کو حضرت طلحہؓ نے بغلی لحد کی قبر کھود دی اور آدھی رات کے بعد پردہ پوشی کر دیئے گئے (اللھم صل علی سیدنا ومولانا وسلم)

●●

بقیہ: اداریہ

منم مسیح زماں منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

دراصل مرزا قادیانی کی کتابوں اور اس کے دعاوی میں زبردست تضاد ہے کہیں کچھ اور کہیں کچھ دعویٰ۔ یہ تضاد بھی مرزا قادیانی کے جھوٹا اور کذاب ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا یعنی اگر کسی (مدعی نبوت والہام) کی باتوں میں تضاد اور اختلاف ہو تو یقین کر لو کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ پس واضح ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے دعاوی کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج اور توہین خداوندی نیز انبیاء کرام خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیوں کی وجہ سے مرتد اور زندیق ہے۔

اب آخر میں تبرکاً ایک حدیث پیش کی جاتی ہے۔

(۱) فضلت علی الانبیاء بستٍ اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطھورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون (مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں چھ باتوں میں جملہ انبیاء پر فضیلت دیا گیا ہوں (۱) جامع کلمات مجھے ہی ملے (۲) رعب کے ساتھ میں فتح دیا گیا۔ (۳) میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا۔ (۴) تمام روئے زمین میرے لیے سجدہ گاہ بنائی گئی (۵) تمام لوگوں کے لیے مجھے رسول بنایا گیا۔ (۶) میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دامن تاجدار ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ رہنے اور عقیدۂ ختم نبوت و ناموس رسالت کے تحفظ کیلئے اپنی تمام توانائیاں صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دہشت گرد و تخریب کار کون؟

کیا حکومت ان کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گی

پاکستان میں تخریب کاری، دہشت گردی، قتل و اغوا کی منظم وارادات پر پاکستان کا شہری سراسیمگی اور خوف و ہراس کا شکار ہے۔ افسردہ، خوف زدہ اور پریشان ہے۔ ہر شخص چیخ اٹھا ہے کہ اس میں اسرائیل، بھارت اور امریکہ کے ایجنٹ ملوث ہیں۔ ملک عزیز کو دشمن تباہ کن حالات سے محض اس لیے دوچار کر رہا ہے کہ یہ طاقتیں پاکستان کی افواج اور پُرامن ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہیں۔ آیئے دیکھئے ان پاکستان دشمن طاقتوں کا پاکستان میں ایجنٹ کون ہے؟

اسرائیل اور مرزائی

(۱) اسرائیل میں مرزائی مشن قائم ہے۔ (بجٹ آمد و خرچ تحریک جدید ۱۹۶۳ء۔ ۱۹۶۲ء صفحہ ۴۸) اور اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی ملازم ہیں۔ (ہفت روزہ طاہر لاہور ج ۵ ش ۲۲ صفحہ ۱۵)

(۲) اسرائیل میں مرزائی مشن کے انچارج کا اسرائیل کے صدر سے رابطہ ہوتا ہے۔ (۱۴ر جنوری ۱۹۸۶ء نوائے وقت لاہور)

بھارت اور مرزائی

(۱) مرزائی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر آنجہانی نے اعلان کیا کہ پاکستان و ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ "اکھنڈ ہندوستان" بن جائے۔ (الفضل قادیان ۱۶ر مئی ۱۹۴۷ء)

(۲) مرزائی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کی تقسیم غیر فطری ہے۔ اس تقسیم کو ختم کر کے ایک ہو جانا چاہیے۔

امریکہ اور مرزائی

(۱) امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ختم کرانے کے لیے دباؤ اور امداد کی بندش و بحالی کو اس سے وابستہ کرنا۔

(۲) حالیہ فسادات و تخریب کاری اور دہشت گردی سے قبل ایک ماہ میں "امریکی سفارت کار دو" کا ربوہ میں تین بار آنا۔ مرزائی قیادت سے علیحدگی میں ملاقاتیں جس کی تفصیلات کا پاکستان کی ایجنسیوں کو بھی علم نہیں۔ (حالیہ اخبارات۔ جنگ، نوائے وقت لاہور)

جس طرح

دنیا بھر کے یہودی "مسلمان اور مسلم حکومتوں کے خلاف منظم سازشوں میں مصروف کار ہیں۔ اسی طرح قادیانی جماعت "سیاسی پناہ" کے نام سے منظم طریقے سے اپنے افراد کو تخریب کاری و دہشت گردی کی تربیت کے لیے بیرون ملک بھجوا رہی ہے۔ ان تخریب کاروں کے آنے جانے کا یہ عمل مسلسل کئی سال سے جاری ہے۔

ان حالات میں

حکومتِ پاکستان اپنی ذمے داری کا احساس کرے، غیر ملکی ایجنٹ، سازشی گروہ پہ مقدمہ چلائے اور قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے کر ان کے اثاثوں کو منجمد کرے۔

شعبۂ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت (ملتان، پاکستان)

KHATME NUBUWWAT —(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)—
Registered No. M-160

ارشادِ نبوی ﷺ

"جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائینگے"

جنّت میں گھر بنائیں

سب سے اچھی جگہ مسجدیں ہیں

— الحدیث

پرانی نمائش چوک پر واقع

"جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)

خستہ حالی اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے شہید کر دی گئی ہے اور اب اس کی از سرِ نو تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اہلِ خیر حضرات اس صدقہ جاریہ میں دل و جان سے حصہ لیکر مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس وقت نقد رقوم کے علاوہ سیمنٹ، لوہا، بجری، ریت اور متعلقہ تعمیری سامان کی اشد ضرورت ہے۔ جو دوست جس صورت میں بھی تعاون کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ:- واضح رہے کہ دفترِ ختمِ نبوت بھی اسی مسجد میں واقع ہے۔

جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳، فون نمبر:- ۷۷۸۰۳۳۷

اکاؤنٹ نمبر ۶۷۲ الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ